

قرآن آپ کے کیا کہتا ہے؟

مولانا محمد منظور عثمانی

مجلد نشریات اسلامیہ

۱۔ کے ۲۰ نام آباد ریشم ۰ ۱۰ نام آباد ۱ ۰ کرہی ۱۸

قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟

تالیف: مولانا منظور احمد نعمانی

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

قرآن آپے کیا کہتا ہے؟

یہ کتاب قرآنی دعوت و تعلیم کو، جو ہر شاخہ پوری انسانیت کے لئے آئینہ حیات ہے، اس سے نا آشنا اور بیگانہ مسلمانوں اور عام انسانوں تک عام فہم اور موثر پیرایہ میں پہنچانے کی ایک کوشش ہے۔ اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ جو مسلمان یا غیر مسلم بھائی اس کا مطالعہ کریں گے ان کی روح بالکل مزہ نہیں ہرچکی ہوگی تو انشاء اللہ وہ ضرور اس سے متاثر ہو کے رہیں گے۔

مولانا محمد منظور نعمانی

مجلس نشریات اسلام

ا۔ کے۔ ۳، ناظم آباد سینشن، ناظم آباد کراچی۔ ۷۴۶۰۰

پاکستان میں اس کتاب کی اشاعت کے جملہ حقوق
صرف فضل ربانی ندوی کے نام محفوظ ہیں۔

فہرست مضامین و عنوانات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۸	تذکرہ صفات و افعال	۵	از مولف
۵۹	ساری کائنات پر صرف اشراف کا حکم پڑتا ہے	۱۲	دیباچہ اہمیت اول
۶۲	اور سب کچھ صرف اسی کے اختیار میں ہے	۱۴	خدا کی آستی (قرآن کی روشنی میں)
۶۲	نفاذ ہر حکم کا مقصد ماہر صرف اشراف ہے	۲۲	خدا کی صفات (صفات الہی کے بارے میں)
۶۲	صرف اشراف ہی خدا پر عبادت کے مستحق ہیں	۲۲	انہوں کی عالم غیبی اور آسمانی اصلیت
۶۲	صرف اشراف ہی عالم انبیا و مرسلین ہیں	۲۸	اشراف علیٰ علیہ السلام کے
۶۲	توحید مطلق	۳۰	عظیم سے بڑھ کر
۶۲	صرف اشراف ہی لائق حمد و ستائش ہیں	۳۰	اشراف پر پیمانہ ہے کوئی چیز اس کی
۶۵	اشرافیت کے زیادہ محبت اور شفقت کا دل ہے	۳۰	قدت سے باہر نہیں
۶۵	دیباچہ اول اس کتاب کے قابل ہے	۳۲	دیباچہ خاتم دلائل اور دعوے کا دیکھنا
۶۶	دیباچہ دوم اس کتاب کے قابل ہے	۳۲	اور دیکھنا اپنے حکم سے اس کا خاتمہ کیسے کرنا
۶۶	توحید کے بارے میں قرآن مجید کا مستحکم	۳۵	سب کچھ صرف اسی کے اختیار میں ہے
۶۶	ایم مطلق	۳۴	کسی اور کے اختیار میں کچھ بھی نہیں
۷۲	توحید کا آخری فیصلہ سبقت	۳۹	اشرافیت کی اہمیت و اہمیت پرستی
۷۲	مشکرانہ و مشرکین کی سخت مذمت اور ان کے	۳۹	گناہوں کی جتنی ذمہ داری قبول کرنے والے ہیں
۷۹	اعلان بیزاری	۴۵	اشرافیت کی عظمت کے مقابلہ میں سب گناہ
۸۱	آخرت قرآن مجید کے عقیدے (آخرت اولیٰ)	۴۵	اشرافیت کی عظمت کے ساتھ عدالت میں ہے
۸۲	آخرت کیوں ضروری ہے؟	۴۸	تسبیح و تقدیس
۸۵	آخرت کے ضرورہ کا بدلہ پڑ کر ان مجید کی	۵۱	قرآن مجید کی چند عجیب و غریب صفات آیات
۸۵	ایک دوسری دلیل	۵۵	لاحید
۸۷	آخرت کے بارے میں چار ذرا احتیاط و احتیاط	۵۷	توحید ذاتی اور توحید ذاتی

نام کتاب ————— تشریح آپ سے کیا کتاب ہے؟
مصنف ————— مولانا محمد شمس الرحمن
کتابت ————— مجلس احمدیہ کراچی
طباعت ————— شکیل پرنٹنگ پریس کراچی
صفحات ————— ۲۵۶
ٹیلیفون ————— ۶۲۱۸۱۷

ناشر
فضلہ رفیعہ ندویہ
مجلس نشریات اسلام آباد، ۲۰۰۷ء
۱۰، نائٹس پارک، اسلام آباد کراچی

۲۰۰	۸۹	کربین آفرین کے لیے نیا دہشت کا جواب
۲۰۱	۹۳	آخرت میں کیا کیا ہونے والے ہے
۲۰۲	۹۳	آخرت کی منزلیں
۲۰۳	۱۰۰	جنت اور دوزخ
۲۰۵	۱۰۳	جنت
۲۰۴	۱۰۸	نبوت و رسالت
۲۰۹	۱۱۶	نبی کی حیثیت اور مقام نبوت
۲۱۳	۱۱۶	انقرض اور بے ادبی کی گرامر
۲۱۶	۱۲۲	افراد اور قتل کا فتنہ
۲۱۶	۱۲۸	خداوند کی ہدایت کی اطاعت و سرمدی
۲۱۹	۱۳۲	عمل صالح
۲۲۱	۱۳۸	تقویٰ
۲۲۴	۱۴۳	تقویٰ کی اصل اور اس کے نتائج
۲۲۵	۱۵۱	تقویٰ کی نشانی اور اس کے اوصاف
۲۳۵	۱۵۶	خدا کی صفات
۲۳۵	۱۶۴	بندوں کی خدمت اور نیکو سلوک
۲۳۶	۱۶۰	اہل و عیال
۲۳۸	۱۶۲	عام انسان کے حقوق اور اس کے ساتھ سلوک
۲۳۹	۱۶۳	اسلامی برادری کے خاص حقوق
۲۴۱	۱۶۸	اخلاق و حسنہ
۲۴۲	۱۶۸	صبر
۲۴۸	۱۸۲	صبر و انوار کا انجام اور مقام
۲۴۹	۱۸۳	سچائی اور راست بازی
۲۵۳	۱۸۴	دعا و دعا
۲۵۳	۱۸۹	امانت
۲۵۴	۱۹۱	عدل و انصاف
۲۵۶	۱۹۵	مساحت و سخاوت

مقدمہ

صاحب قرآن اور قرآن کا تفاوت

یہ کتاب "قرآن آپ کے کیا کہتا ہے"۔ اسے تیس سال پہلے ۱۹۸۴ء میں شائع ہوئی تھی، اس کے تقریباً ۱۲ سال بعد اس کا انگریزی تراجم شائع ہوا تو اس کے لئے حضرت مصطفیٰ نے ایک مستقل مقدمہ لکھا تھا، ہم نے مناسب جگہ پر اس جدید تراجم میں مقدمہ کے طور پر اس کا بھی شائع کر دیا ہے۔ (محمد عثمان)

بیشمار نیکو اعمال کے بیج

یہ ایک مسلم تاریخی حقیقت ہے کہ ایک قرآنی ذہن ہزار سال پہلے پانچ صدی عیسوی میں یونانی دنیا کو ہدایت سے محروم اور روحانیت و اخلاق کے لحاظ سے اظہار گری کی پوری دنیا پر قرون وسطیٰ کا اندھیرا بھرا ہوا تھا، یونان اور اس کے زیر اثر ملکوں میں مذہب و مذہب کا دور دورہ تھا، جسے اخلاق و شرافت کی حدود کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان کو جو جان بنا دیا تھا، ہر انسان کو ایک جگہ تک پہنچا دیا تھا، یہاں تک کہ ایک طرف تو جادو اور جادو کا رعبہ سب کو اپنی طرف سے کھینچ رہا تھا، یہاں تک کہ انسان کے ساتھ جو کوئی اور پیدا ہوا، اسے طوطی یا چھوٹا چھوٹا جانور کے برابر سلوک ہوتا تھا، وہ انسان ہونے کے باوجود انسانی حقوق سے محروم تھے جس کے کچھ اثرات آج بھی دنیا پر نظر جانے کے باوجود اب تک دیکھ رہے ہیں۔ کم و بیش یہی حال انسانیت کی تباہی کا سبب ہے۔ پھر ان سب کے باوجود ایک جزیرہ نما عرب تھا، جو پانچ صدی عیسوی کے زمانہ کے تمام اتصال پر واقع تھا، اور اسی لئے پہلے دیکھے گئے دنیا کی نافرمانی کا تھا، یہاں اس دور میں خداوند کی ہدایت

اعظم تہذیب کی روشنی سے کس قدر فخر تھا تاہم کس اور اور ہول کے باوجود تہذیب چاہے ہوئے تھے ایک خدا کو چھوڑ کر یہ خدا دیویوں اور بتوں اور انسان سے نسبت کرنے والے تھے کہ ان کے پوجا پرستی تھی ان کے لئے انسانوں تک کی قربانی دی جاتی تھی شہر کا وہ کچھ جس کو خدا کے خیر و برکت اور مہربانی نے خدا کی عبادت کے لئے کوٹھڑیاں بنائے تھیں وہ ایک بڑا بہت خاص بن گیا تھا پورے ملک میں بھی کھانوں کا قانون تھا کہ کوئی حکومتی نظام میں نہیں تھا انسان کی جان کو کوئی قیمت نہ تھی قتل و غارت گری اور لوٹا کا بازار گرم تھا انسانوں کی اور قسوت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ خود اپنے نو مولود بچوں کو گلا کھانے کے لیے بچہ زندہ دفن کرتے تھے بڑے شہری اور بڑے جاگیردار کا حال تھا کہ ہر گھ گھر اور بازار پر ہندو پوجا کا مذبح تھا عبادت کرتے تھے بعض قبیلوں میں باپ کے مرنے کے بعد بیٹا اس کی بیوی بوی کی بیوی بیٹا بیٹا تھا اور بیوی اس کا حق تھا۔ اخلاق و روحانیت اس کی تہذیب کے علاوہ دنیا میں برائی بہت بڑی تھی ایسے فریبوں کی تھی جو غربت و افلاس کی بھوری سے زمین کے کپڑے کوٹھے اور دروازے تک لپکتے تھے۔ پوری انسانی دنیا کے اور خاص کر ملک فرسے بہ حالات تھے کہ ایک ٹھیکہ دار چند سال پہلے کے مرکزی شہر میں اس راہ پر دو اسٹیشن میں کئی کئی عورتیں قتل کر کے ایک طرف تھوڑے سے ایک کچے پیرا ہوا۔ یہ پیرا ہوا سے پہلے ہی قوم کو چکا تھا تین ماہ پہلے اس کے یہ بتایا میں تھا کہ باپ بوجہ شہر میں جہد المطلب کا استعمال ہو رہا ہے اور یہی ہے اس کو پاؤں لگا کر چھٹا سال تھا کہ اس کے ساتھ بھی مرے اٹھ گیا تو دادا جہد المطلب نے اپنے آخروں تربیت میں لے لیا اس کے دو ہی سال بعد دادا کا بھی انتقال ہو گیا تو دادا جہد المطلب کو کچھ اور اوطال دینے کی تمنا تھا میں نے لیا۔

اس کچھ کا نام کھڑکھا گیا تھا جس کے سختی میں وہ ذات جو اپنی صفات اور کارناموں کی وجہ سے بہت بہت قابل تعریف ہے۔ جو کفر و فساد میں اس زمانہ میں تسلیم کا رواج نہیں تھا اس لئے آپ بھی اتنی ہی خوش فہم تھے سے بالکل نا آشنا ہے۔ لیکن غلطی کے علاوہ کوئی پاکیزگی کو بھڑکا خاص طریقہ تھا اس کی وجہ سے اس زمانہ میں فساد ماحول میں بھی آپ کی زندگی نہایت صفا و ناز و شرف بھرا رہی۔

جب میں شروع کر کے کسب معاش کی فکر میں آیا تو کچھ اوطال پر جن کے خود بھی کافی اولاد تھی ابھی نہ بڑے نہ جوان تھے خاندانی پشتہ تھا اس کا اپنے لئے انتخاب کیا لیکن سر میں نہ ہونے کی وجہ سے اپنا ذاتی کاروبار نہیں کر سکتے تھے اس لئے اپنے محنت و دوسروں کے سرمایہ کے ساتھ لگا کر کام شروع کیا، تھوڑے ہی دنوں میں معاملہ میں آپ کی المانت و دیانت اسچائی اور نیک کردار کی شہرت ہو گئی اور آپ کا لقب بھی "امین" چلا گیا جس نے آپ کے ساتھ کاروبار کیا اس نے آپ کو ایک فرض صفت انسان اور بالکل نئے قسم کا ایک پاکیزہ و سادہ پالیا اور وہ سافر ہوا۔

کس میں قریبی کی کہ قبیلوں میں تہذیب ایک دولت مند و غلوں میں جن کا پکا کاروبار بھی تھا اور وہ مشن کو سر میں نہ کر سکی وہ تجارت کر لیتی تھیں بڑی صاحبہ مرامت اور نیک فطرت خاتون تھیں ان سے آپ کا کچھ کاروبار ہی راسطہ پر تھا۔ وہ اگرچہ صاحبہ لائق تھیں اور ان کے علم و ادب میں کافی تھی اور آپ کی عمر بھی مریضی کے حال میں تھی اور آپ کی عمر بھی مریضی کے حال میں تھی اس کا باوجود انھوں نے آپ سے نکاح کرنا چاہا اور یہ نکاح ہو گیا اس نکاح کے بعد آپ کو اپنے صاحبہ کی زندگی زیادہ مل گیا جس کی آپ زیادہ وقت ملنے لگی خدمت خاصہ کو فریادوں آفت و مریضوں اور ضرورت مندوں کی مدد و اعانت اور ملازمین اس دکان کا فضا قائم کرنے میں مصروف کئے گئے۔ زندگی اس طرح چلی کہ کبھی آپ کی مصروفیت نہ رک روئی غرض انواری اور خدمت گزار کی وجہ سے لوگوں کا دل میں عام طور سے آپ کی عظمت اور محبت بڑھ گئی تھی اور اس طرح پوری قوم کی حیرت و سحر کی کوئی کڑی کڑی چال میں اس میں آپ کے اندر ایک غیر معمولی تربیت پیدا ہو گئی۔ دل میں خدمت کے واسطے پیدا ہوا کہ گھر سے دور رہے ایک سال تک تھا کہ یہ عبادت اور دعا و نماز کے ذریعہ خدا کا رب متاثر کرے کہ قریب قریب وہ وہ ذیل کے معاملہ پر ایک اونچی سیڑھی سے اس کی چوٹی پر پہنچ کر بڑی بڑی چنچناتوں سے گھرا ایک قدرتی غار ہے جو کئی صدیوں کے آثار کے نام سے معروف ہے آپ ایک مہنت کے یہ مہنت زندگی میں صرف ایک بار کھانے کے لیے کا مختصر سا وقت لے کر وہاں چلے جاتے اور بالکل کھل کر دن بیاں اس خاص رشتہ میں ہفت میں ایک دن تو گھر آتے اور پھر وہی راج کھانے کے لیے کا مختصر سا وقت لے کر وہاں چلے جاتے اور سارا وقت تو جہاں ان کو خدا کا عبادت میں گزارتے۔

اگرچہ اس وقت خدا کی ذات و صفات کہ وہ معرفت آپ کو حاصل نہیں تھی جو بڑی ہی اہم
 سے چل رہی تھی اسی طرح طے عبادت کو بھی کوئی خاص تعلیم آپ کو نہیں ملتی تھی لیکن کسی طالب کو سر کا
 فطرت پر اس طرح پاکیزہ اور دل نورانی جو جس درجہ کی خدا کی جلی معرفت و محبت اور اس کی عبادت اور
 حصول قرب کا شوق پیدا ہو جاتا ہے وہ یقیناً آپ کو حاصل تھا اور آپ نے ظہری داعیہ کی دنیاوی
 کے مطابق آپ خدا کی عبادت اور اس کے حضور میں دعا کرتے تھے یہ سلسلہ ایک جہت اس طرح جاری رہا۔
 اسی زمانہ میں ایک نئی کیفیت آپ میں بھی پیدا ہوئی کہ آپ بہ کثرت خواب دیکھنے اور دیکھ
 خواب میں دیکھتے دیکھتے دن و رات کو شکل میں سامنے آتا کہ آپ کو گویا سامنے اس کا اہل و اعلان
 بالکل نہ کرتے۔ یہ عالم تھا کہ ساتھ آپ کے روحانی رابطہ کا تھا اور خود اپنے ہر ذلک سے کہ جس کو غیبی
 اس کے بعد یہ ہو کہ ایک دن جب کہ غیبی کے اس بجا ہوا اور انکسار کے تسلسل پر چھپے گزریں
 تھے آپ غایب سے اس غیر معمولی حالت میں گھر کے درگاہ پہنچے تھے اس کی سخت دہشت نہ تھی
 کہ وہ پہنچے اور صبر پر لڑنے کی کسی کیفیت ظاہر تھی آپ آتے ہی گئے اور گھر و اس فرمایا مجھے سوئے
 پڑے اور احوال دیکھ پڑے کہ پڑے ڈال و در زبانی ذرا تھوڑی سی بھر حالت کے کھینچنے کو مری خود
 کے دریافت کرنے پر غافل خدا کے فرشتے کا تھا اور خدا کا پیغام پہنچا اور اس کا نام پڑھو اور
 اس سلسلے میں جو کچھ پیش آیا تھا اور آپ کے قلب اور روح پر اس کا جو غیر معمولی بوجھ پڑا تھا وہ اب آپ نے
 بیان کیا اور بتلایا کہ میری یہ حالت اس کے اثر سے ہے۔ خود جو غیبی صاف پتہ فرست خدا تعالیٰ
 انصاف پہلے تو فرمایا کہ کوئی دی کہ آپ جیسے نیک اور صبر کا کام لے کر ذلک کے ساتھ اس کا خدا کو کچھ
 کرے گا وہ بہت ہی ہوگا اس کے بعد وہ آپ کو اپنے جی پر تو فرماؤں کہ پاس میں گھس جوت بہت
 تھے انکھوں میں اس مذہب دیکھتے تھے انصاف بہت پہلے اس پرست قوم کے کش و مہذب کو کھو گئے
 ضرورت اختیار کر لی تھی وہ قدیم آسمانی کتابوں تو ثابت و ناجیل کے چھپے عالم کو سر مگر تھے انصاف
 ناکارہ اور انصاف کے ساتھ کہ انکھوں سے اس جو فرشتہ آ تھا۔ یہ انکھوں کی خاص فرشتہ جو
 پہنچو کہ اس خدا کا کلام پر پیام اور اس کے انکھوں کو کہ اس کے سامنے اس کے سامنے بہت

پر غافل کیا ہے اور پھر یہی کا کا تعلیم نہیں ہو کر پہنچا تھا اور جس وقت انصاف تو اس میں پہنچے گی اور اس
 جلاوطن کرنے کا پھر پڑے وہ وقت کے جس طرح کہ انکھوں کی قوت نہ تھی اور ان کا خدا اور خدا کے
 میں یہاں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دور نبوت کا آغاز ہوا۔
 آپ کا بے کمال یہ تھا کہ اپنی ذات کے معصوم خلقت اور عوام خلق تھے لیکن خاصوشی پسند
 تھے اس دور میں ان کی طرف سے کسی خاص تعلیم آپ نے اس میں بھی کی تھی کہ آپ کو نہیں ملتی نہ تو کم
 سامنے کسی خطیبہ اور غریب کے کھڑے ہوئے بھی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی کسی حرکت اور غریب کا اپنے
 غور نہیں ہوا کسی کو کم حد سے گری ہوئی یا غافل فی راہ اور کسی کی اصلاح کے لئے بھی آپ نے کوئی
 حرکت نہ کی تھی اس کی اور کوئی ٹیٹ غلام نہیں رہتا اور وہی وقت و اسات و آخرت اور دین و دنیا کے
 موضوع پر ہی اس پورے چار لکھ سال میں بھی آپ نے جس میں سما گیا انکھوں میں اور ان کی استواری
 سبق آموز واقعات کا بیان بھی آپ کی زبان پر نہیں آیا یہاں تک کہ اس کا حق و اقتصادات کے
 بانی میں بھی اس پورے عرصہ میں اپنی قوم کو آپ نے کوئی دنیاوی نہیں دی اور عرض چار لکھ سال کی تک
 آپ کی زندگی کا ان باتوں سے کوئی اور فیصلہ ظاہر نہیں ہوا اور کسی نے کوئی ایسی بات آپ سے نہیں
 جس سے اندازہ نہ کیا جاسکے کہ آپ ان سماج کی انصاف سے بھی واقف و باخبر ہیں۔
 لیکن عرصے کے ایک سو سال میں غافل کے مذکورہ بالا واقعات کے بعد ایک آپ نے ایک ایسی عقل
 انصاف پیدا ہو گئی کہ آپ کے تقاب میں ایک مری رہی تھی اور آپ ایک بالکل دوسرے کے انصاف
 اب آپ کی خاصوشی ٹیٹ اور اپنی قوم سے آپ نے کہا کہ مجھے خدا تعالیٰ وحی و الہام سے نورانی اپنی پھر
 کی خدمت میں سے چلے گا جیسے کہ میں پہلے آپ پر و امین الحق و یقیناً اور پھر وہی کو سر کی تھی۔
 آپ نے قوم کو بتایا کہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم انکھوں کی انکسار کا خالق پروردگار ہے پھر جس سے کچھ
 اور ملت و کمال کی ماری صفات کا جامع ہے صرف دیکھ عبادت اور پیش کے لائق ہے میری تھا کہ
 اور اب کی موت و حیات کسی کے تھیں اس کے ہر طرح کا بنا و بگاڑ اور کوئی نقصان بھی نہیں اس کے
 اختیار میں ہے کسی دوسرے کے یہ شان نہیں ہے اس کے مولا حق تبارک و تعالیٰ اور دین و دنیا کو اپنا

کہا جاتی ہے اور ان کا عاصرت، دیکھا جاتا ہے ان کے بغیر اور اختیار میں کچھ نہیں ہے ان کے پاس اور اشر
 کے پاس کی مخلوق کی بھی جہاں بہت بڑا گناہ اور فانی مافیہ میں ہے اس نے صرف ایک خدا کی جہاں کی مخلوق
 بوجہ ہے اس کے لئے وہ گناہ اس کے بغیر رحمت کے اور اس میں پیدا ہوا ہے ایک میرے لئے بھی ہے اور اس کے لئے بھی ہے
 آپ نے قوم کو بھی بتایا اور ان کے دلوں میں اس کا یقین لانا دینے کی پوری کوشش کی کہ یہ دنیا
 جس میں ہم رہ رہے ہیں ہمیں نہیں دے گی جس طرح ہمیں پیدا کرنے والا آدمی اپنی مخلوق زندگی پوری کی کہ
 مرنا ہے اس کی طرح یہ پوری دنیا بھی ایک وقت خدا کے حکم سے ناکر ہی جائے گی وہ قیامت کا دن ہوگا پھر
 خدا ہی اپنی قدرت کے سب کو دوبارہ زندگی بخشنے کا اور کیا کرے اور اس کا علم ہر ایک کو ہے آخرت کا علم ہر ایک کو
 سب کو اپنے لئے اعمال کے مطابق بڑا یا سزا دے گا جس میں خدا کا وعدہ ہے اس کا کام کو ان کی کیا رہا
 اور ایک کی رہا یہی زندگی تو رہی ہوگی ان میں خدا کی رحمت ہوگی اور ان کو بھی پلنگوں اور ترقوں والی
 زندگی عطا فرمائی جائے گی اور اس کے جس جس جہتوں میں اس دنیا میں اپنے خالق پروردگار کو بھلا کر اور اس کے
 احکام سے بے پروا اور آخرت کے انجام سے بے فکر ہو کر خدا کی زندگی کو اپنی ہمت سے خدا ہی پرستی ہوگی
 بہر حال یہ ہے وہ غایت افضل کے ساتھ نبیوں اور ان کے حقوق اور دنیا میں ہر دوسرے بندوں کے
 حقوق اور اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کی بھی قوم کو تعلیم و تہذیب کی اور فروع حسن و سکرات اور باطنی
 اور باطنیوں سے بھی فرمایا اور اس کے بعد سے انجام سے ڈرایا۔

اسی طرح آپ نے قوم کو فروع و فروع حسنہ و سکرات اور باطنیوں میں اور حسنہ فروع و
 و غیرہ کے بارے میں بھی خدا کی تعلیمات پہنچائیں اور بتا دیں کہ اس میں طریقے صحیح ہیں اور غلط فہمیاں
 کھانے پینے کے بارے میں آپ نے بتایا کہ یہ چیزیں خدا نے صلا اور عوام کو قرار دی ہیں پھر آپ نے
 ان باتوں کو صرف بتا کے اور بیان کر کے نہیں چھوڑ دیا بلکہ آپ کے زندگی کا مشن پوری اور ان باتوں کی
 دعوت اور اپنی قوم کو اس کی اور پوری انسانی دنیا کی ہدایت کے لئے آپ کو پھر پھر بھی لاکھ لاکھ چیز
 سے کوئی کہانی بھی نہیں دینی دن رات اس کی فکر اور جدوجہد میں مشغول رہتے اور اس کے لئے اپنے دل سے دعائیں
 کرتے۔

اس راستہ میں آپ نے سخت سخت تکلیفیں اٹھائیں ان میں کھانے پینے کا شوق بھی نہ رہا
 اور آپ کے کنبہ کا طویل مدت تک باغی کا رگڑا کھانے پینے کا چیز نہ رہی ان کی بھی آپ نے
 اپنی رحمت اور جہد میں کوئی کمی نہیں کی تھا انھیں کے کسی اور میں کے لئے آپ ان کا مکان بھر دینے کا ایسا طبع
 تھے نہ اور ان کے لئے ان کے لئے سے اور زیادہ انھار سے ہلاکت اور رحمت کے دعائیں کرتے رہے۔
 قوم میں سے جن لوگوں کی رحمت میں آپ کی کچھ اور لوگوں کو قبول کرنے کے کام میں خاصیت ہو رہی تھی،
 وہ ایک ایک کیلئے خدا کے آپ کی سچائی سے شاکر ہو کر آپ کی رحمت کو قبول کرتے تھے اور پھر وہ بھی کہ شراوت
 پر غصہ کر کے ظالم کا نشانہ بننے پر تیار رہتے تھے اور ان کی بھی کچھ گزرتے تھے اس کے بعد جب وہ ان کے کوئی آپ کو
 اور آپ کے ساتھیوں کو کہہ کر باہر نکالنے پر مجبور کیا اور اس کا کوئی ان کی نہیں رہا کہ کہیں وہ کہیں
 حوٹ کی رحمت اور نہ ان کی خدا کی ہدایت کی خدمت کا سلسلہ جاری رہے آپ کے لئے خدا کے حکم سے کہہ
 بھرت فرمائی اور نہ ان کو اپنا مستقر اور اپنی رحمت و جہد جہد کا مرکز بنایا یہاں تک کہ ان کا اور زیادہ
 جذبہ اور رحمت سے بھرے ہوئے خدا کے فضل سے رحمت قبول کرنے کی رفتار تیرتی ہوئی۔

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد میں آپ کے پیروں اور رفیقوں کی دعا سے ایک ایک کیلئے فروع حسنہ
 حکومت میں بھی قائم ہو گیا۔ اس حکومت کی کوئی باقاعدہ تاریخ نہیں ہے پھر میں بھی انھیں انھیں
 نہیں تھا، تحصیل اور زمینیں تھانج نہیں تھا انھیں انھیں تھا کہ ان میں بھی وہاں انھیں تھا اور سب تھے
 میں جسے ضرورت ان میں نہ تھی کہ ان کے لئے اور آپ کی رحمت کو قبول کرنے کے لئے جہاں خدا نے
 اللہ کی رضا اور ان کے لئے بھی انھیں تھا اور حکومتی منصب ان کے پاس ہی رہا یہی دعوت انھیں دیتے تھے۔
 نے ظن کیا اس حکومت نے جس کے کہ موسیٰ اور سراہن ان کی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) تھا
 دنیا کو اعلیٰ طور سے دکھا دیا کہ فروع اور فروع کے لئے یہی حکومت ہو سکتی ہے اور تمام حکومت بہتر سے بہتر
 طریقہ پر انجام پا سکتے ہیں۔ دشمن طاقتوں سے اس حکومت کی تکلیفیں بھی نہیں ہوئیں کہ ان کے مختلف
 پہلوؤں سے جنگوں کا بہتر سے کوئی تھوڑے اور جتن سے بہت کم کچھ کھانا کسٹا ہے مخالف طاقتوں سے
 معاہدہ بھی کرتے تھے بلکہ ان میں اس حکومت نے اپنی پراور پالیسی پر کسی بھی ملک اور مذہب کو

دکھا دیا کہ انیس کے ہائے میں اچھی حکمتوں اور ان کے علم کا رویہ کیا ہوتا ہے۔

مذہب پیچھے کے بعد صورت دس سال آپس میں دینا ہے اور دینی تعلیمی مدت تقریباً قریب پورا ملک عرب کے لئے جو ہو گیا اور آبادی کے بہت بڑے حصے نے آپ کی دعوت پر ایمان لیا ہزاروں آدمی جو پہلے خدائے آفاقی تھے آخرت اور جبر سر کے اعتبار سے ترک گاہیں بالکل خالی تھا اور صاری عمر انتہائی گریہ و زاری اور غنائوں میں گزاری تھی وہ آپ کی صحبت میں توبہ کر کے اپنے لیے صیاری اور کاروان بن گئے کہ عربوں انسانی تاریخ میں ان کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ انفرادی نہیں بلکہ کل انسانی اور ایک پوری قوم پر یہاں تک جس کی مثال چشم ملک نے نہاں سے پہلے دیکھی تھی اس کے بعد بھی۔

یہ سب کچھ صورت و شش سال میں۔ اور کہ کے ابتدائی دور کو بھی شامل کر لیا جائے تو قریباً چار سو بیس سال میں۔ ایک ایسے آدمی کے ذریعہ جو کہ جس کے متعلق اسلام ہے کہ وہ اللہ سے بھی نہیں جدا تھا اس کو اچھے مذہب اور اخلاقی اور فاضل پرست انسانوں کی بھی جو بہت ہی پرانی تھی اس کی زندگی میں چالیس سال کی عمر تک اور فاضل و بہت اور عروج و انحطاط کا خاص زمانہ بتلے ہے کہ ان کی تعلیم کا پیمانہ پستی تھی کہ سب آدمی ہم کی قیادت کے بعد کہ ادنیٰ سے جھلک بھی کسی کے نہیں دیکھی تھی جو زمانہ تھا زخلیب و دشمنوں یا مقربوں کی کوئی شے اس کے ساتھ تھی مگر ان اور دنیا کے کو تو وہ زمانہ ہی نہیں تھا۔ تو سوچنے کی بات ہے کہ اتنا عظیم الشان اور دنیا کی تاریخ میں علم و انسانیت کے انقلاب اس آدمی کے ذریعہ کیسے ہو گیا؟

خدا کا وہ بندہ کہنا تھا کہ خود کچھ نہیں ہے میں تو ایک عربی عربی قوم کا بیٹا ہوں اور چھوٹا کھانا کچھ نہیں ہوں۔ میں خدا کی ذات و صفات اور توحید و تفریک کے ہائے میں جو بات کہو بلا حقیقت و آخرت اور دفع و جنت کے ہائے میں جو بتاؤں اور نہ کہ کے خلعت میں سے تعلق ہوا کہ اس کا دینا ہوا اور کچھ تعلیم و تفسیر کرتا ہوں میرے اپنے فکر کا نتیجہ نہیں بلکہ میرے سب سے اور کھانے خدا کی طرف سے ہے اس لئے مجھے تعازی ہدایت و خدمت کے لئے آؤ گا اور دینا بنا رہا ہے۔ وہ ایک کلام پر نہ کہنا تھا جو اس تعلیم و ہدایت کا سرچشمہ تھا اس میں ہر بات پر کوشش تھی اگرچہ وہ عربی زبان

میں تھا جو پوری قوم کی زبان تھی لیکن وہ بالکل ملاک کلام تھا خود لائے دینے کے کلام سے بھی بالکل ممتاز۔ اس کے خوشی بھی اس سے متاثر ہوئے تھے اور اس نے اس کو مجاہد کہتے تھے۔ لیکن وہ کلام نہانے والا نہ تھا کہ اصل حقیقت ہے کہ یہ کلام میرا نہیں ہے کہ خدا کا کلام ہے اس لئے مجاہد فرمایا ہے میرے لئے بھی اس کا ہدایت نامہ اور حکم نامہ ہے اور کھانے لئے اور صاری دنیا کے لئے بھی ہے۔ یہ خدا کی آخری کتاب قرآن ہے۔

وہ قرآن آج بھی جو ان کا نور محفوظ ہے اور اس میں غور و فکر کر کے کسی بھی سچائی کا ہر طالب تحقیق حاصل کر سکتا ہے کہ۔ کیسی انسان کا کلام ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اس میں صفات الہی اور توحید ہیے مضامین کے بارے میں کچھ بیان کر گیا ہے وہ حقیقت صرف کا آخری نقطہ ہے جہاں تک خدا کی ہدایت و تعلیم کے فزکی ذہن سے دین انسان کی بھی رہائی نہیں ہو سکتی اسی طرح حیات بعد الموت اور اس قسم کے دوسرے مشکل مسائل پر قرآن میں جو کچھ کہ گیا ہے وہ یقیناً انسانی علم و فکر سے بہت آگے کی چیز ہے۔ یہ انسانیت نے کسی کے مختلف شعبوں کے بارے میں جو ہدایت دی گئی ہیں جو زمانہ کی بڑی سے بڑی کتابوں کے باوجود انسان کی دنیا کے لئے بالکل کافی ہیں ان کے ہائے میں ہرگز نہیں ہو سکتا کہ کسی انسان اور خاص کر محمد پر علیہ السلام صلاٹر علیہ وسلم جیسے کسی اتنی دنیا اکل ناقص یا نہ انسان کے فہم و فکر کا نتیجہ ہیں۔

انفرد قرآن خود ہی اس کی دلیل ہے کہ وہ خدا کا کلام اور اس کا نازل کیا ہوا ہدایت نامہ اور اس کے لئے ولہ اوپر شکی کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں۔

امید ہے کہ اس کتاب قرآن آپ سے کیا کہتا ہے کا مطالعہ اس سلسلہ میں آپ کا مددگار ثابت ہوگا۔



میری یہ قدرتی خواہش ہے کہ یہ کتاب ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ یہ نہ صرف اس کے اپنے
امکان اور وسائل کی حد تک ہے، بلکہ اس کے لئے جو شش ماہ کی عمر سے لے کر پچیس سال تک
بہار کتاب کو اس وقت تک نہیں توڑ دو خواہ ضرورتوں تک بھی اس کو پہنچانے کے لئے جو اس کی اولاد کے لئے ہے۔
اس مقصد کے لئے اگر میری دوسری کتب ہوں تو میری اس کے ترجمہ اور اشاعت کا سارا کام میری طرف سے ہے۔
۲۔ ناظرین کو یہ خود رکھنا چاہیے کہ قرآنی نیت کے ترجمہ میں اپنی ترجمہ اور خودی ترکیب کی بابت یہ کہہ
میرے نہیں کہ میں بلکہ ناظرین کی مہجرت میں کام لے رہا تھا رکھا ہے۔ اگر کسی کو عقلی ترجمہ ہی دیکھنا ہو تو اس
فارغ خیال میں حضرت شہداء ربیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بہت اچھی کفالت کی ہے۔
۳۔ جس خاص مقصد کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے، جو کہ اس کا یہ اہم تھا تھا تھا کتاب کی کفالت
بہت زیادہ ہو اس لئے قرآن مجید کی دعوت و تعلیم کے سلسلے کو اس میں سمیٹ لینے کی گنجائش تھی
تاہم اس عاجز کا خیال ہے کہ اس کا ہم حضرت اس میں سب ہی آگیا ہے، اور امید ہے کہ میری نظر مقصد کے لئے
اشعار و اشعار کی نیت ہوگا۔

آخری گزارش اپنے ناظرین کرام سے

میں یہ کہ وہ کتاب کے لئے مقبولیت و نفعیت کی اور اس کے معتمد کے لئے مغفرت و رحمت
کی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ اس عاجز و کم سن بندہ کے لئے اللہ کی رحمت کے بدرجہ
بڑا شکر اس کے صاحب اہل ایمان بندوں کی دعاؤں کی کا ہے۔

محمد منظور نعمانی صاحب

محرم الحرام ۱۳۴۹ھ
جولائی ۱۹۳۰ء

لے، محمد شمس کا انگریزی ادبیش شاہ ہو چکا ہے، ہندی ادبیش کا کام بھی سزا کا چاہیے۔



خدا کی ہستی!

دین و مذہب کے سلسلہ کی بنیاد، حقیقت کے سامنے یہ قائم ہوتی ہے کہ ہمارا دوسری کائنات کا کوئی
بہرہ نہ رہے، مادہ ہے اور یہی اپنی حقیقت، دین کے سامنے جہاں کو مٹا رہا ہے، اگر کوئی شخص اس میں اپنی
ذات کے لئے تو اس کے نزدیک نہیں اور ہم کے سلسلہ کی تمام باتیں یہ وقت انسان کے توجہات ہیں۔
ہر حال خدا کی کئی کئی سلسلہ میں مذہب کے پیچھے بنیادیں ڈال رہے ہیں، دینی دعوت انسان کی دگر کو
دی جا سکتی ہے، جو یہ اس میں اپنا کو تسلیم کر لیں، مگر جو کہ خدا کی ہستی کا علم انسان کے لئے خود اپنی
اس کی کلمہ کی طرح، بلکہ فطری اور ادبی ہے، یہ ہے کہ اس کے لئے کسی دلیل و سامان کی ضرورت نہیں، اور اسی لئے دنیا
کی عام انسان کی آپا ہی ہمیشہ سے اس دنیا کے لئے دلائل دے رہی ہے، جس کے لئے اس میں دنیا کی ہر ذرہ و ذیت
اور ہر حرکت کا دھوکہ ہوتا ہے، انسان کی غالب تہذیب اکثریت خدا کی ہستی کے لئے دلائل دے رہی ہے اس لئے
قرآن مجید نے اپنی دعوت کے سلسلہ میں فطری دلائل و سامان زیادہ بحث نہیں کی، بلکہ پہلے ہی حاجی اس نے
اشاد و ہی اشاروں میں اس میں شریک پائے، وہ تو دلائل و سامان قائم کرتے ہیں، جو ہر شخص کے دل میں خدا کی
ہستی کا یقین پیدا کرنے کے لئے کافی ہے، بلکہ ان کا یہ کہ جس کے ہوش و واسطی و سامان ہوں اور جس نے اپنی عقل و
بصیرت کی انکھوں کو بالکل بند کر دیا ہو۔

ہاں! اس سلسلہ میں ایک بات پہلے کہنے کی ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کی طرح دوسری
ایمانی حقیقتوں کو سوائے ان کے لئے منطقیوں کے طریقے پر بحث و مناظرہ نہیں کرتے، جس کے مقابلہ میں غالب
اکثر لوگ جواب دہ تھے، لیکن اس کے دلائل و سامان میں اس کے لئے کئی کئی دلائل و سامان ہیں، بلکہ قرآن پاک کا
حرف ہے کہ وہ انسانوں کی سمجھ و فطرت سے پیش کرتا ہے، کہ کائنات کا نظام جس کو ہم اپنی آنکھوں

کہا تھیں اس امر کی بنیاد پر جسے کہ جو تمام آسمانوں میں اور اُن کے اندر کی تمام مخلوق کا مالک ہے اور اُن کے
اس خیر سے سوا اور جب کہ وہ اپنے قرآن پاک سے اُن کو قور و فکر کیلئے اُن کے سامنے زمین و آسمان کی ماری
مستیں رکھ دیا ہیں۔

آنکھوں والا انسان آسمان کو دیکھتا ہے چاند سورج و ستاروں کو دیکھتا ہے، اُن کی صفات اور اُن کی
جستجو کو دیکھتا ہے زمین کو اپنے نیچے پا دے اس میں اُن کا دیکھنا کھینچنا دیکھنا اور اُن کے پیر و پدر، بیوی
بچے دیکھتا ہے اس کے خوش رنگ بچوں کو دیکھتا ہے اور اُن کی خوشبو کو دیکھتا ہے۔ یہ سب سچے ہونے والی
چیزیں ہیں جو اس کا استعمال کرتے ہیں اور اُن کے عجیب و غریب خصوص اور صفات سے غافل و غافل ہے۔ پھر
جنت تک کہ اس کی عقل بالکل سرخ نہ ہو جائے وہ یہ نہیں سوچ سکتا کہ یہ سب چیزیں جو اپنے ادا واداء
کیلئے اسے ایسی برائی چیزیں دے رہی ہیں سوچ سکتا کہ کس قدر غنی یا فقیر انسان کی خلق و خلق و خلق و خلق
کے یہ سب کچھ ہیں اس کی سلطنت و نصرت اس کے سوا کسی اور چیز کو تو مل ہی نہیں کر سکتی کہ یہ سب کچھ
حکیم و شہیر کی قدرت اور رحمت کا کرشمہ ہے۔ اور سوہ و ذریت میرا ارشاد ہے:-

وَالَّذِي اَنْزَلْنَاهُ فِي الْقُرْآنِ عَلٰىكَ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝۱۰۰

اور یقین لے لو کہ اُن کے لئے زمین میں بہت سی نشانیاں موجود ہیں اور فرقہ خدائے اندر میں

موجود ہیں۔ پھر کیا نام کو دیکھائی نہیں دیتا۔

یہاں انسانوں سے کہا گیا ہے کہ زمین و آسمان میں ہماری قدرت کی جو نشانیاں ہیں ان کو یاد
خود تمہارے اندر ہماری نشانیاں موجود ہیں اگر اس کی فطری جامعیت کا کاؤ تو خود اپنے وجود اپنے تخلیق
مخلوق میں غور کر کے یقین حاصل کر سکتے ہو۔

واقعہ یہ ہے کہ انسان اگر صرف اپنے وجود اپنے اعضاء اور اپنے نظام زندگی کو یاد کرے و خاطر
مستحق کے اپنے میں اسے ہرگز کوئی شک و شبہ نہ ہو کہ اس کی وجود کو اس کے جسم، اندر میں برائی ہی سے کس نے
بنایا؟ میرے طالب میں یہ راجح کہاں سے آئی؟ میری زندگی کے یہ مسلمان کس نے پیدا کئے؟ میری کھوپڑی
شکا کس نے ڈالی؟ میرے کان کے پردوں میں آواز میں سننے کی قابلیت کس نے رکھ دی؟ میری آنکھ کے

خند و دوس کو خوشی اور ہر کو کیا یہ احساس کرتے دیا؟ میری زبان اور میرے نالوں میں یہ چھاندا و لڑائی
کس نے رکھ دیا جس سے کھانے پینے کے لئے طبع ہیں؟ اور مجھے یہ گویائی کی قوت کس نے دی؟۔ کیا
میرے ساتھ یہ ہیرا بنیاں میری ماٹے میں ہیں؟ میرے ہاتھ کس میں؟ کیا میرے ان کا موس کے لئے کسی ڈاکٹر
کی خدمت چاہاں کی گئیں؟ کیا میں نے خود اپنے آپ کو ایسا بنایا؟۔ ناہم یہ کلام سن کر کوئی مان بھیج
نہیں ہے اور یہ سوچنا تو اور بھی زیادہ غلط ہو گا کہ میں اپنے یا کسی اور کے لڑانہ کے بغیر ہی آپ کے ایسا
ہو گیا۔ پس حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ایک بڑی حکیم و خیر اور بڑی کامل القدرت
اُسی نے مجھے پیدا کیا ہے اور یہ سب ہیرا بنیاں میرے ساتھ اُسی نے اور صرف اُسی کے ہیں۔

فَبَارِزْ هَلْ لَكَ اَخْسَرُ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝۱۰۱



خدا کی صفات

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، خدا کی حق کا علم تو انسانوں کے لئے ایک حد تک ضروری اور عینی علم ہے۔
یعنی صرف اتنی سادہ سی حقیقت کہ ہمارا اور اس کا شانہ کی نسبت کو سمجھ کر نہ، اور اس پر جانے والا ہے۔ ہر کوئی
کھیلنے کیلئے چاہیے کہ جس قدر وہ عقلی ہی عقلی کلاس کی نفس خدا ہی پرستی اور اپنا وجود۔ لیکن علم کے بات
کہ وہ جتنا کہیں ہے اور اس کی صفات ہیں اگرچہ اس کا جاننا ہمارے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک مکمل غیر خدا کی
معرفت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہم اس کے ساتھ اپنے تسلسل کی نوعیت کو جان سکتے ہیں کیونکہ اس بارہم خود
اس کی دنیا نفس سے عاجز ہے۔ العزیز انسان کیلئے جہن جہنوں کا جاننا ضروری ہے اور جہن کا صحیح
علم جان کر کے میں وہ انسان کے عزیزوں اور ان کی توبہ کی کشتی کا امتناع ہے ان کی توبہ کی کشتی کا امتناع ہے
غزوں قرآن کے وقت خدا کی اسی کا عقیدہ تو قریب قریب سب قوموں اور سب مذاہب میں
موجود تھا کیونکہ اس کی صفات صحیح تصدیق نہیں کی تھیں اور اس بائیس میں نیا شریعت کا غلط اور گمراہ
میں بنا رکھی۔ اس قسم کے بڑے بڑے مذاہب اور ان کی ماننے والی قرینہ اور ان کی نیادی کہ ہیں
آج بھی موجود ہیں یا کم سے کم ان کے بائیس میں گمراہی اپنے حالی نیا صحیح موجود ہے تصدیق اور وقت اور وقت کا
محنت صرف کر کے دیکھا جائے کہ خدا کے متعلق اس کے عقائد تصورات کتنے غلط اور کتنے درست تھے اور ان
مذاہب یا عقیدوں کے ماننے والے جواب دہ کیا نہیں موجود ہیں وہ صفات تھیں کہ بائیس میں کی گئی ہیں اور ان کو
میں آج تک بھی نہ ملتا ہیں۔ بہر حال قرآن مجید نے اپنی دعوت و تعلیم کے ذریعہ اقوام و مذاہب کی
جس سنگین غلطیوں کی اصلاح اور صحیح کی ہے وہ میں سے ایک صفات الہی کا مسئلہ بھی ہے۔
قرآن مجید نے اس بائیس میں جو کہ دیکھا کرتا ہے اس کی صحیح قدر قیمت جاننے کے لئے ہر کوئی
کچھ کے لئے ہم کو اہم اور ہمیں جو علم ضروری ہے کہ دنیا کے اقوام و مذاہب بذات قرآن کے وقت

خدا کی صفات کے بائیس میں کسی صفات نہیں اور اگر کسی میں بتلائے اور خدا کو کچھ کچھ ہے۔ نفس
نفس مذہب کا کہہ سکتے تھے کہ میں کیوں دیکھی جا سکتی ہے جہاں تو ہم میں ان چند اصولی گمراہوں کا
ذکر کرتے ہیں جہاں میں غزوں قرآن کے وقت خدا کی ماننے والی دنیا عام طور سے متلاش تھی۔

بہت کم قومیں اور دنیا کو ایک خدا کی بدلا کر ہوئی دنیا کے بے باور اور ہم میں متلاش کر
جس طرح دنیا میں ایک بادشاہ یا بادشاہ ہے لیکن ایک اور کوکومت کے ان کا زمانہ خود ہر کسی کے ہر کسی
خدا اور دین میں اہمیت کو کہہ میں اور اگرچہ چاہتے ہیں کہ میں کی صفات خدا کا بھی مسئلہ ہے کہ اس و اس
جو کہہ میں ہے وہ سب جہاں دست خدا کو نہیں کرنا بلکہ اس کی قریب کچھ اور وہ طاقی متلاش اور وہی بدلا میں
جس کو اس نے بہت کم اور ایک صفات میں کر کے میں اور ان کو اس کو دیکھی انجام دیتے ہیں وہ میں
راستی ہر اس نے نبال اور وہ تو محال کر دیتے ہیں اور جس سے۔ و میں میں سے تباہ و برباد کرتے ہیں اور اس کی
گوئی کی مسئلہ ہے یا ان کا عقلی عملی طور پر ان کی دیویوں و بتوں کی خوشی یا ناخوشی سے ہے۔

نیز تمام کی گمراہی میں سے ایک یہ بھی کہ سب جہاں کے بادشاہوں اور اس میں ہر گمراہی میں
ہوئے کہ میں کو گمراہی رشتہ قرابت کا پیدا ہو جس کا اس مسئلہ ہوئے کہ وہ ان کی گمراہی میں اور اس کی
سفاشی اور اس کے بدستور میں کہہ دیکھ جہاں دیکھی کرنا ہے اس طرح سادہ اور خدا کا بھی صفات
خاص متلاش ہے اس تعلق سے کہ وہ خدا کے کرنا چاہیں وہ اور گمراہی اور گمراہی میں کرنا ہے۔

بعض قوموں کی گمراہی یہی کہ وہ خدا کو بتوں کی شکل میں اور بتوں کی صفات کے ساتھ ہی بتوں کو
کچھ نہیں کہ صفات و مشرت اور کچھ راحت جیسے طبی حالات جو اس میں پرتے ہیں یہ سب خدا کی کرتے
ہیں اور ان میں ہر ان حالات کے جو اثرات پرتے ہیں یہی خدا کی کرتے ہیں اور ان میں ان حالات کے
خارش کو کہ جیسے کام کرتا ہے وہی ہے ان حالات کے لئے جسے اس میں ہر گمراہی میں ہے۔

عام مشرک اور بت پرست قوموں کے خیالات خدا کے بائیس میں کہہ ایسے ہی تھے اور ان کے
شرک کہ دنیا اور ان کی غلط اور گمراہی خیالات پر مبنی۔

اس کے علاوہ بعض قومیں خدا کو ہر غضب اور حال و وجہ سے بھرا کر اپنے عقلی انسان، ہزار،

ضرورت ہے وہ صرف اپنی شخصیت کے اشارے اور صرف اپنے ارادہ اور فیصلے سے سب کچھ کر سکتے ہیں

وہی سبک خالق و رازق اور پروردگار و کارساز ہے

اور وہی اپنے حکم سے اس کا رخ نامہ استی کو چلا رہا ہے

قرآن مجید بڑے زور کے ساتھ اور بڑی تفصیل سے یہ بھی بتاتا ہے اور وہی بلا کہ بعض پروردگار کا جانتا ہے کہ ساری کائنات کو پیدا اور رکھتا ہے بہت بھی حکمت کے ساتھ اور وہی اس کا رخ نامہ عالم کے سامنے نظام کو بلا حرکت غیر سے چلا رہا ہے۔ زندگی اور موت و حیرت و زندگی کے جو مسائل حل کر رہا ہے وہی انہی کے لئے رہا ہے اور ان کے علاوہ کسی کے ہاتھ میں نہ زندگی ہے نہ زندگی کا حصول، اور ان کے سامنے ہیں بلکہ وہی ان کے جو سبب کو جو بننا چاہتا ہے وہی ہے اور ان کو دنیا نہیں چاہتا ہیں بتا۔ قرآن مجید کا کافی حصہ اسی ضمن میں مشغول ہے چنانچہ قرآن مجید کی پہلی پانچ سو آیات ان کے لئے ہے:

أَلَمْ نَكُنْ أَفْئِدَةً وَآلَافُ مَنَازِلَ ۚ أَفَنُفِثَ الْغُلَامَ ۚ وَارْتَضَا ۚ ع - ۷

تو اس کا کام ہے بیکار، اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

اور سورۃ زمر میں فرمایا:-

أَفَنُفِثَ الْغُلَامَ ۚ وَارْتَضَا ۚ ع - ۷

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

قرمہات اور عبادت خالصہ کے شریک کرنے پر کوئی ہے جو ان کا سامنے سے کچھ بھی کر سکے۔ پاک ہے وہ اللہ اور پروردگار کے شریک سے اور شرکوں سے۔

اور سورۃ شوریٰ میں فرمایا:-

فَإِذَا شَاءَ فَتَكُونُ الْآيَاتُ ۚ أَفَنُفِثَ الْغُلَامَ ۚ وَارْتَضَا ۚ ع - ۷

اور چاہا ہے کہ وہی کوئی بھی نہ کر سکے اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

انہی میں سے کسی ایک کو چاہا اور چھٹا، اب جرت ہے انہی پروردگار کے بارے میں کہ

اور سورہ قمر میں فرمایا گیا :-

إِنَّ إِلَهَهُ لَسَمِيعٌ السَّمْعِ وَالْأَبْصَارِ وَهُوَ قَرِيبٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ
يَوْمَ تَدْعُوا رَبَّكُمْ قَالُوا لَا تَنْصُرُنَا اللَّهُ (توبہ - ۴۰)

بیک الشرائع میں لکھا ہے کہ قرآن مجید میں اس بات کے آسان دلائل ہیں جن سے ہم
دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اور سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا :-

وَلِلَّهِ الْغَنِيُّ وَالْأَرْضُ قَبْرٌ وَمَنْ يَدْعُ اللَّهَ فَهُوَ قَرِيبٌ (آل عمران - ۶۲)

آسان دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اور سورہ قمر میں ارشاد فرمایا :-

يَقُولُ اللَّهُ السَّمْعُ وَالْأَبْصَارُ قَبْرٌ وَمَنْ يَدْعُ اللَّهَ فَهُوَ قَرِيبٌ (آل عمران - ۶۲)

یَا قَوْمِ اسْمِعُوا بَيْنَهُمْ كَلَامَ رَبِّهِمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (شوری - ۵۸)

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

وَلِلَّهِ الْغَنِيُّ وَالْأَرْضُ قَبْرٌ وَمَنْ يَدْعُ اللَّهَ فَهُوَ قَرِيبٌ (آل عمران - ۶۲)

یَا قَوْمِ اسْمِعُوا بَيْنَهُمْ كَلَامَ رَبِّهِمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (شوری - ۵۸)

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنا کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہر چیز کا راز کھلا ہے۔

کسی اور کے اختیار میں کچھ بھی نہیں

اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کی اس شان اور صفت کے بیان میں بیوقوف ہوں خدا کی راہ پر

اسکی خدائی میں اس کے سوا کسی کو کچھ بھی اختیار نہیں اور کوئی بھی اس کے سوا کسی نہیں جس کے اختیار اور اختیار میں کچھ پڑا اور کوئی کچھ نہ ہے اس کے لیے جس کے لیے۔ سورہ اعراب میں فرمایا:

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَخْلُقُكُمْ ثُمَّ يُرْسِلُكُمْ إِلَىٰ أَرْضٍ تَزْهَقُ أَكْثَرُكُمْ مِنْهَا وَيَرْجِعُكُمْ إِلَىٰ عِلَاقٍ مُّجْتَمِعَةٍ

فَلَا يَجِدُكَ مَن يَكْفِيكَ مَن يَخْشَىٰ ۚ اللَّهُ وَرَبُّكَ لَا يَخْشَىٰكَ إِلَّا الْإِنْسَانُ (احزاب - ۲۰)

اے نبی! آپ اس طرح فرمائیے کہ تم کو جس طرح تمہیں اللہ کے لیے اپنے کے اور کسی کی حالت میں تمہیں دیکھ کر چاہے یا تمہارے ساتھ کچھ میرا ہی کا آباد کرے اور میں پاس دے سکتا ہوں اور اس کے سوا لایا کوئی حالتی اور دگر۔

اور سورہ فاطر میں فرمایا:-

خَالِقِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مَن يَخْتَلِفُ عَنَّا فَتَحْمِلُهُ فِتْنَتُنَا ۚ إِنَّهَا بِرَبِّهِمْ لَقَدْ ظِلَالٌ مَّرِجَةٌ

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ دُخَانًا ۚ وَالْعَرْشُ تُرَابًا ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُ الْعُمْرِ وَلَا شَأْنُ

الْأَرْثِ ۚ بَنُو آدَمَ يَكُونُ جِثَامًا ۚ وَالْحُيُوتُ يَكُونُ رُكًا ۚ وَأَنزَلْنَا السَّمَاءَ زُلْفًا ۚ وَتَسِيلُ الْآبَارُ

مِنْ دَرَجَاتٍ ۚ وَأَوَّلُ الْبَرِّ نَارٌ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُ الْعُمْرِ وَلَا شَأْنُ

الْأَرْثِ ۚ بَنُو آدَمَ يَكُونُ جِثَامًا ۚ وَالْحُيُوتُ يَكُونُ رُكًا ۚ وَأَنزَلْنَا السَّمَاءَ زُلْفًا ۚ وَتَسِيلُ الْآبَارُ

مِنْ دَرَجَاتٍ ۚ وَأَوَّلُ الْبَرِّ نَارٌ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُ الْعُمْرِ وَلَا شَأْنُ

الْأَرْثِ ۚ بَنُو آدَمَ يَكُونُ جِثَامًا ۚ وَالْحُيُوتُ يَكُونُ رُكًا ۚ وَأَنزَلْنَا السَّمَاءَ زُلْفًا ۚ وَتَسِيلُ الْآبَارُ

مِنْ دَرَجَاتٍ ۚ وَأَوَّلُ الْبَرِّ نَارٌ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُ الْعُمْرِ وَلَا شَأْنُ

الْأَرْثِ ۚ بَنُو آدَمَ يَكُونُ جِثَامًا ۚ وَالْحُيُوتُ يَكُونُ رُكًا ۚ وَأَنزَلْنَا السَّمَاءَ زُلْفًا ۚ وَتَسِيلُ الْآبَارُ

مِنْ دَرَجَاتٍ ۚ وَأَوَّلُ الْبَرِّ نَارٌ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُ الْعُمْرِ وَلَا شَأْنُ

الْأَرْثِ ۚ بَنُو آدَمَ يَكُونُ جِثَامًا ۚ وَالْحُيُوتُ يَكُونُ رُكًا ۚ وَأَنزَلْنَا السَّمَاءَ زُلْفًا ۚ وَتَسِيلُ الْآبَارُ

مِنْ دَرَجَاتٍ ۚ وَأَوَّلُ الْبَرِّ نَارٌ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُ الْعُمْرِ وَلَا شَأْنُ

الْأَرْثِ ۚ بَنُو آدَمَ يَكُونُ جِثَامًا ۚ وَالْحُيُوتُ يَكُونُ رُكًا ۚ وَأَنزَلْنَا السَّمَاءَ زُلْفًا ۚ وَتَسِيلُ الْآبَارُ

مِنْ دَرَجَاتٍ ۚ وَأَوَّلُ الْبَرِّ نَارٌ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُ الْعُمْرِ وَلَا شَأْنُ

الْأَرْثِ ۚ بَنُو آدَمَ يَكُونُ جِثَامًا ۚ وَالْحُيُوتُ يَكُونُ رُكًا ۚ وَأَنزَلْنَا السَّمَاءَ زُلْفًا ۚ وَتَسِيلُ الْآبَارُ

پھر اس کی سورہ میں چند آیتوں کے بعد فرمایا:-

قُلْ أَتَدْعُونَنِي لِأَعْتَبُ مَا تَدْعُوهُ خُلَافَةً لِّمَن لَّدُنَّكَ تَبْخَسُفُونَ (مجادلہ - ۱)

اے نبی! ان سے کہتے ہو کہ تم کو تمہارا پانی (جو کہ تمہارے لیے ہے) تمہارے لیے ہے (اگر تمہارے لیے ہے) (یعنی)

الشرکے) یا کہ غائب اور مردہ (جو کہ تمہارے لیے نہیں ہے) کو تمہارے لیے ہے (کہ تمہارے لیے ہے) (یعنی)

الشرکے) یا کہ غائب اور مردہ (جو کہ تمہارے لیے نہیں ہے) کو تمہارے لیے ہے (کہ تمہارے لیے ہے) (یعنی)

الشرکے) یا کہ غائب اور مردہ (جو کہ تمہارے لیے نہیں ہے) کو تمہارے لیے ہے (کہ تمہارے لیے ہے) (یعنی)

الشرکے) یا کہ غائب اور مردہ (جو کہ تمہارے لیے نہیں ہے) کو تمہارے لیے ہے (کہ تمہارے لیے ہے) (یعنی)

الشرکے) یا کہ غائب اور مردہ (جو کہ تمہارے لیے نہیں ہے) کو تمہارے لیے ہے (کہ تمہارے لیے ہے) (یعنی)

الشرکے) یا کہ غائب اور مردہ (جو کہ تمہارے لیے نہیں ہے) کو تمہارے لیے ہے (کہ تمہارے لیے ہے) (یعنی)

الشرکے) یا کہ غائب اور مردہ (جو کہ تمہارے لیے نہیں ہے) کو تمہارے لیے ہے (کہ تمہارے لیے ہے) (یعنی)

الشرکے) یا کہ غائب اور مردہ (جو کہ تمہارے لیے نہیں ہے) کو تمہارے لیے ہے (کہ تمہارے لیے ہے) (یعنی)

الشرکے) یا کہ غائب اور مردہ (جو کہ تمہارے لیے نہیں ہے) کو تمہارے لیے ہے (کہ تمہارے لیے ہے) (یعنی)

الشرکے) یا کہ غائب اور مردہ (جو کہ تمہارے لیے نہیں ہے) کو تمہارے لیے ہے (کہ تمہارے لیے ہے) (یعنی)

الشرکے) یا کہ غائب اور مردہ (جو کہ تمہارے لیے نہیں ہے) کو تمہارے لیے ہے (کہ تمہارے لیے ہے) (یعنی)

الشرکے) یا کہ غائب اور مردہ (جو کہ تمہارے لیے نہیں ہے) کو تمہارے لیے ہے (کہ تمہارے لیے ہے) (یعنی)

اور اس کے سوا کوئی مسیور نہیں، اور وہ الشہر حضرت نیا قابو رکھنے والا، اور حکمت والا ہے۔
بکہ اور موقع پر فرمایا۔

ایک بگڑا ہوا۔

فَلْيَسْأَلُوا آلَهُ الْقَادِرَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّكُمْ لَعِندَهُ لَبُذُونَ (نعام ۴۰)

اے خبردار! آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے اور اعلان کر دیجئے کہ میری طرف سے جس ایک دن میں میری طرف سے
 اور جس زمانے میں میری طرف سے میرا ہونا۔

اس طرح ایک اور موقع پر فرمایا :-
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَدْ أُوتِيَ قُلُوبُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (الحج - ع - ۵)
 پس تم اے مسلمانو! ایک بات سمجھ لو، تمہاری قلوب پر ایسا نور آگیا کہ تم پر غور کرو اور اپنے کلمے کی اس بات سے ڈرو۔

توحيد صفات وافعال

توحید و التوحید کے اس سادہ اور اجمالی بیان کے علاوہ قرآن مجید میں متعدد واقعات ایسے ملتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بھی بڑی باریک بینی سے دیکھ کر سیکھا جائے گا۔ قرآن الہامی کی اس بکری پر روشنی پڑے گا۔ اس کے بعد قرآنی جیسے دلائل و حجتوں کے علاوہ روایتی و اسلامی روایتوں کے ساتھ قرآن کی سند و زنجیر بیان کی جائے گی۔

[illegible]

فرمانِ استیصال کو کہنے کے خلاف یہ حقوق پر مشرک یہ غلط فہم رکھے کہ اس کا یہ کہنا اس کا کیا کام
بھی کر لے گا یا کر سکتا ہے یا کہ اسے اور بڑے ہیں، اس کے شرک سے اور شرکوں سے۔
اور سودہ فاطمہ اس راوی ہے :-

[illegible]

خَلِّ مِنْ خَلْقِي عَمَّا دُونَ نَزْعِهِمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَالْأَرْضِ الْإِلَهَ الْوَاحِدَ
 قَالُوا فَهَلْ مَعَهُ قُوَّةٌ (فاطو۔ ع۔ ۱)

کیا اللہ کے سوا کسی خالق ہے جس میں آسمان سے تھکانا، زمین کا استعمال کر کے اس کے
 سوا کسی مٹی والا وجود پیدا نہیں کیا گیا ہے کہاں کیسے جانتے ہیں۔

اور سورہ عنکبوت میں ارشاد فرمایا :-

[illegible]

ساری کا مشاہیر حضرت الشہداء کا حکم چلتا ہے اور سب کے چکر خراسانی کے اختیار میں ہے۔
قرآن مجید بتاتا ہے کہ زمین آسمان، و درباری کائنات محض اللہ کے زیرِ حکم ہے جس طرح
سب کا خلق و رازق اللہ ہے اسی طرح سب کے حکم بھی صرف اللہ ہی کا چلتا ہے۔

کیا انھوں نے اللہ کے سوا کچھ کو رازنامے میں ہی اشری سب کا کارنامہ ہے۔

نظام عالم کو قائم رکھنے والا صرف اللہ ہے

قرآن کہتا ہے کہ زمین و آسمان کے اس نظام کو بلا شرکت غیر صرف اللہ ہی چلا رہا ہے اور وہی اس کو قائم ہوئے ہے اگر وہ ایک لمحہ کے لئے اس کو چھوٹے تو کوئی دوسرا اس کو قائم نہیں رکھ سکتا اور کچھ مادی کا ثبات ان کی آن میں فنا کے گھاٹ اتر جائے۔

إِنَّ إِلَهَهُمُ إِلَهُكَ اللَّهُ وَالْحَقُّ أَنَّنَّ سَوَاطِينَهُمْ أَعْيُنٌ مِّنْ آلِهَتِهِمْ فَاتَّبِعُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ أَن تَكُونُوا
مِنَ الْمُفْلِسِينَ (حاطو - ع - ۵)

اشری تعالیٰ پورے ہے آسمان اور زمین کو کس رجا میں اور اگر وہ نکل جائیں تو اس کے سوا کوئی اس کو قائم نہیں رکھتا۔

صرف اللہ ہی زندہ جاوید ہے باقی سب فانی ہیں

قرآن مجید بھی بتاتا ہے کہ اسی اور ذاتی زندگی اس کو کبھی فنا نہیں صرف اللہ ہی ہے اور اس کے سوا جو بتائیں ہیں ان سب کی زندگی استعمال ہے اور سب کو فنا کے گھاٹ گرنے والے ہیں۔

هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ هُوَ الْمُبْدِئُ وَهُوَ الْآخِرُ وَهُوَ الظَّاهِرُ وَهُوَ الْبَاطِنُ هُوَ الَّذِي لَا يَلْفِظُ مَا شَاءَ مِنْ شَيْءٍ يَعْلَمُ الْيَوْمَ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (مومن - ع - ۷)

صرف وہی زندہ جاوید ہے اس کے سوا کوئی عبادت اور زندگی کے لائق نہیں۔

سورۃ قصص میں فرمایا :-

ثُمَّ نَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو قُوَّةٍ (قصص - ح - ۹)

اس ذات کے سوا کچھ ہے سب فنا ہونے والا ہے۔

صرف اللہ ہی عالم الغیب اور علم کل ہے

اسی طرح قرآن مجید بھی بتاتا ہے کہ یہ خدا ہی صرف اللہ ہی کی ہے کہ وہ ہر جگہ جانتا ہے اور

غیب شہود سب یکساں طور پر کے سامنے ہے کسی کو گناہات اس سے پوشیدہ نہیں اور مآز ہے۔

لَا يَخْفَىٰ عَلٰۤى اَللّٰهِ شَيْءٌ سِوَ مَا تُصَلِّىٰ عَلَيْهِ فَاِنَّكَ تَكُنَّ عَلٰۤى اَلْعَرْشِ عَظِيْمٍ (احقاف - ع - ۳)

اشرہ سب کے جاننا ہے جو بندہ کے سامنے ہے اور اس سب کو بھی جانتا ہے اور ان کے

پچھو، وہ ان سے غائب اور غفلت اور غفلت کا حال یہ ہے کہ وہ اس کے لئے غیب علم میں

یکے پر کبھی پوری طرح غیب میں نہ گئے، اللہ کے لیے کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو رہتا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے :-

لَهُ خَشْفَةُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتُمْ رَءِیٰہُ وَآخِیٰہُ (احقاف - ع - ۳)

آسمان و زمین کے چھپے عیون کا علم ہے کیا عجیب دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے :-

قُلْ لَا إِلٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ اَلَّذِیْ سَخَّرَ لَیْلًا وَنَهَارًا اَلَّذِیْ سَخَّرَ لَیْلًا وَنَهَارًا اَلَّذِیْ سَخَّرَ لَیْلًا وَنَهَارًا (نمل - ع - ۵)

لے پھر آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے اور بتا دیجئے کہ آسمان اور زمین جو مخلوقات ہیں

وہ غیب کا علم ہیں رکھتے بجز اللہ کے ہر صفت وہی عالم العجب ہے۔

ایک اور موقع پر فرمایا :-

وَعِبَدُوا مِنْ دُونِہٖ اَلْاَشْفَیٰ لَیْسَ بِشَیْءٍ اِلَّا نَفْسٌ مَّرْجُوْمَةٌ (اسرا - ع - ۲)

اشری کے پاس ہی غیب کی کنجیاں اس کے سوا کوئی ان کی خبر نہیں رکھتا مطلب یہ ہے کہ

اشری کے سوا کسی کے پاس کوئی ایسا آدمی اور ذریعہ نہیں جس سے غیب کے بعض عیون کا

علم حاصل ہو سکے۔

توحیدِ حقوق

ذاتِ وحدت اور فعال و اختیار میں شریعت کی وجہ سے ایک ہی خدا کی عبادت کے ساتھ
فرقہ دہی پیدا نہ کرے کہ وہ حقوق میں بھی وحدۂ شریک ہے بلکہ یہ حقوق اس کے ہیں جو اس کے
سوا کسی کے نہیں۔

حمد و ثناء کی کاغذ ہے، دیکھت اور غوث کے قابل ہے، اسی اس کا سر پہ توکل ہے اس کا
کیا ہے اور اس کو گناہ چاہئے وہی اولیٰ کا اور حکم ہے کہ اس کا قانون ماننا چاہئے یعنی نہیں کیلئے شریعت مقرر
کرنا اسی کا ہی ہے دیکھنا تو کائنات کے دلالہ و قیاس کرنے والے ہیں اسی سے دعا ہے کہ عالم کی جانیں اور دنیا کی اورو
میں سے کہیں اس کا اور صورت اسی کی عبادت کی چاہئے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا چاہئے۔
اس سلسلے میں سنتے قرآن کا بیان ہے۔

صرف اللہ ہی لائقِ حمد و ثناء ہے

وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ السُّنُورُ وَالْأَعْيُنُ (العنبر، ج ۱)

اور وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور دنیا و آخرت میں
صرف وہی حمد و ثناء کا مستحق ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا ہے۔

وَلِلَّهِ الْحُكْمُ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ عَلَىٰ تَقْوَىٰ اللَّهِ تَعَالَىٰ فَمَنْ عَصَا اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

اور اللہ ہی کو فیصلہ دینا ہے۔ اے لوگو! میں تم کو صرف اللہ کی تعظیم پر ہی نصیحت کرتا ہوں۔ (المائدہ، ج ۱)

ماری حمد و ثناء کیلئے ہے جو تمہاری دین اور دنیا کی کائنات کا پروردگار ہے اور صرف

اسی سے سبکدوشی اور ڈر ہے اسی سے زمین پر اور آسمان پر رب و ربوبیت

اللہ ہی سب سے زیادہ محبت اور غوث کے قابل ہے

یہی ہے، یہ محبت و ربوبیت کے وہ ہے وہی کی کائنات ہے کہ وہ سب سے زیادہ
محبت کی محبت کرے اور سب سے زیادہ کسی کو چاہے اور اپنے حاکم و مقرر و مقرر کے حکام سے وہی کی
محبت ہے کہ اس کے بندے سب سے زیادہ اسی سے ڈریں۔

جس نامہ ان اور گناہوں اور کفر کے ساتھ کہتا ہے اسی کی محبت میں سے وہ سب کو لایزال کرے
کائنات رکھتے ہیں اور ان سے اللہ کے بارے میں کہتے ہیں ان کے منتقل فرمے مجید کا بیان ہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (نور، ج ۱)

اور جو لوگ اللہ سے ڈریں اور اس کا حکم مانیں اور اللہ سے ڈریں اور اللہ سے ڈریں

اسی کو جس طرح جس کی محبت اللہ سے کرنا چاہئے اور جو ان کی بارگاہ میں سے

زیادہ محبت اللہ ہی سے رکھتے ہیں۔

اور غوث کے منتقل اور شاہ ہے۔

وَقَدْ أَتَىٰ عَلَىٰ الْكَافِرِينَ فِي الْغُرَىٰ إِنَّ اللَّهَ لَأَنَّ الْكَافِرِينَ يَمُوتُونَ (نور، ج ۱)

اور تم میں سے ہر ایک اللہ ہی اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے کہ تم سے لڑے اور اس کو غوث کرے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَلِلَّهِ الْغَنَاءُ كُلُّ شَيْءٍ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ عَلَىٰ تَقْوَىٰ اللَّهِ تَعَالَىٰ فَمَنْ عَصَا اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (المائدہ، ج ۱)

تم انسانوں سے غوث نہ کہنا اور ایک جگہ سے اللہ سے صرف اللہ سے ڈرو۔

وہی توکل اور اس کا گناہ کے قابل ہے

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (نور، ج ۱)

تعلیٰ بعد یہ پاک ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور سب پر، انوں کو سیکھ کر ایک گزشتہ کو
 مشرک کیلئے اللہ سے نفرت، تحقیر، شکر، تعجب، شکر، ان کے ان لوگوں کو کہ ان کی پیش
 کی دعا بھی نہیں سنا چاہتا۔ فرمایا گیا۔

مَا كَانَ يَسْتَعِيذُ وَاسْتَعِيذُ اَنْ يَشْتَعِبُوهُ رَسُوْلُكُمْ وَوَدَّعُوهُ
 اَوْ اَنْ يَحْتَلُوْنَ ————— سورہ - ۴ - ۴۰
 پیغمبر کو اور ایمان والوں کو نہیں چاہی کہ وہ مشرکوں کے حق میں نفرت، تحقیر، شکر
 دعا کریں، اگرچہ وہ اس کے غرور، قریب ہی کیوں نہ ہوں۔
 اور اس کا سوا تو یہیں دوسری جگہ فرمایا گیا۔

اِنَّمَا الْمَسْكُوْتُ لِلْحَيِّسِ ————— سورہ - ۴ - ۴۱
 اللہ کے ساتھ شکر کرنے والے پاک اور پرہیزگار۔
 اور اس کا سوا یہ اطلاع فرمایا گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُغْنِي عَنْكَ الْغَنَىٰ وَالْكَوْنُ ————— (قوسہ - ۴ - ۱)
 اللہ تم کا غنا دے گا، تم سے غنا کا اور دنیا کا سب کچھ۔
 قرآن مجید کی دعوت کو حیدر کے سلسلے میں اگرچہ ہم نے زیادہ اختصار سے کام نہیں لیا ہے مگر
 اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ جو کچھ ایمان اور ایمان کو حیدر کے سلسلے میں لکھا گیا، وہ کچھ ناظرین نے
 اس سے لکھا اس کو قرآن کے بیان کو حیدر کے سلسلے میں غنہ اور غنا دے کہن بھی شکل ہے۔
 اللہ جس کو قرآن مجید کی دولت نصیب فرمائی ہے وہ براہ راست قرآن مجید میں تدبیر کے ہی
 اس کی دعوت کو حیدر کے زور و قوت اور اس کی کوتاہی اور دعا و خیر کو کھدکے ہے کہ وہ بھی جب تک کہ وہ جہانگیر
 غور کرتا ہے کہ اس کو بھی مسموم ہونے لگے گا کہ یہ کچھ جو کچھ قرآن میں لکھا ہے کہ بہت زیادہ ہے۔

محسن خلقیہ دار مدد صدق و حق باطن
 میر درد شمع حق دور دیا چھٹاں باقی!

اختہ

قرآن مجید کی غصہ کو نہ قبول کرنے، اور اس پر اس کے کوئے سے دھت و ہتہ ہو کر
 زندگی کی بنیاد بنانے پر پوری شدت کے ساتھ اصرار کرنا ہے۔ یہی حال کسی اور کا تھا وہ حیدر کے حیدر
 آخرت کا ملکہ ہے۔

یہی قرآن مجید کے ساتھ ہے کہ اس طرح اپنے سر کی انگوٹھی خدا کو نہ دیکھتا اور اپنے کانوں کی اس کی دہن سے
 کے باوجود کھلتے ہوئے ایک خدا کی حق ہے اور اس کا ہر ناکہ ایک حقیقت ہے جس کے کسی کی غفلت انکار
 نہیں کر سکتی اس طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے جس پر کسی خدا کی بنیاد نہیں ہے کہ اس کو ہی زندگی
 کے بعد ایک اور زندگی ہے اور وہ زندگی اس کو ہی زندگی کی طرح اجڑی، وچھڑا ہوا نہیں ہے بلکہ
 وہی ہے اور ہر حقیقت سے اس زندگی کے بعد میں ہزاروں انگوٹھی لگا کر جو چھڑی ہے اور اس
 زندگی میں ہماری اس کو ہی زندگی کی سیکس اور ہزاروں کی ہزار اور ہزار ہے گی۔

خدا کی ہستی اور اس کے خدا کی آخرت کا طریقہ جو کچھ دین کے لیے لیا گیا کی حقیقت کہتا ہے
 اس کے لیے سب سے پہلے اس کی مثال کی کہ سب کا حق آخرت کو لے کر اس پر ایمان و قنوت دعوت
 دے اور اس میں جو کچھ اللہ نے لکھا ہے اس میں اس کو اس کے لیے لکھا ہے اور اس کے لیے لکھا ہے
 یہاں تک کہ اس کو ہی دینی دنیا کی لکھا ہے کہ اس کا سب سے پہلے یہ ہے کہ اس کے لیے لکھا ہے کہ اس کے لیے لکھا ہے
 قرآن مجید آخرت میں ایمان کی دعوت دینے کے ساتھ خود دیکھ کر لے لے انسان کو کچھ بھی لکھا ہے
 کہ آخرت کو ہی دینی ہے اور اس کا انگوٹھی لکھا ہے کہ اس کے لیے لکھا ہے کہ اس کے لیے لکھا ہے
 جس کو شہادت چاہوں اور تا خدا تا اسوں کی کوئی ہے جس کو کس قدر صبر و شہادت اور احمقانہ شہادت میں۔
 بہتر قرآن مجید کی قدر و قیمت معلوم ہے یہی سب سے پہلے لکھا ہے کہ اس کے لیے لکھا ہے کہ اس کے لیے لکھا ہے

تھیں پاکستانی دلائل بھی اس کی تائید پر۔ جب مرد چکھو کر کہے خاموش کاؤڈیڈ کا نہیں
اور سورہ زخرف میں قریباً :-

وَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ۝ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ فَخَفَوْا بِهِ وَذُلُّوا ۝ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ ۝ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ فَخَفَوْا بِهِ وَذُلُّوا ۝ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ ۝ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ فَخَفَوْا بِهِ وَذُلُّوا ۝ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ ۝

جنت۔

اب چند بیتیں جنت اور اسکی راقصوں اور مدحیوں کے زبان کے متعلق بھی پڑھ لیجیے ضرور
آں عزم میں ارشاد ہے :-

[illegible]

اندرون محمد علی ارشاد ہے :-

[illegible]

ہر سہ ماہی کا ایک اس میں خیر و فساد ہو جیسا کہ ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کا ذائقہ
در مدد ہو جیسا کہ ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے
پے ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے
جب ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے
اور ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے ہر سہ ماہی کے

بَنِي سَمِئِيلَ فِي جَبَلٍ وَيَقُولُونَ اُدْعُوهُمْ بِاسْمِ اٰمِئْنَ ۝ وَيَزَعَا
مَا فِي صُلُوْبِهِمْ فِي ذٰلِكَ اِنَّهُمْ سَفِيْدِيْنَ ۝ لَا تَسْتَفْهِمُ
وَهَآلِكَ كَوْنُهُمْ فِي الْخَزَائِنِ ۝ (الحجر: ٢٠)

[illegible]

اور سورہٴ ناس میں اِشْتِدَاد ہے۔۔

فَوَلِّصْ لَهُ مَا فِي الدَّارِ الْآخِرَةِ لَعَلَّ هُتَمُ الشَّاكِرِينَ (٢٤)

اہلِ حساب اس وقت اپنے مشغلوں میں خوش ہو گئے کہ وہ اور انکی بیبیاں سارا میں سہریوں پر کئے گئے تھے۔ خوش ہو گئے کہ اس کیسے وہ اس طرح کے عیسائی ہو گئے اور جو کچھ انگیس گئے انکو بے گار و محنت کو کم دے دیں۔ یاد رکھو کہ اگر طرف سے وہاں ان کو سٹامپ فرما جانے لگا۔

اور سورۃ زخرف میں ارشاد ہے :-

لَسَادَ الْخَوَافِ عَلَى كَلِمَةِ الْإِيمَانِ وَلَا تَسْمَعُوا حُذُوقَ ۝ وَلَوْ أَنَّ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضَ وَمَنْ فِيهِنَّ لَفُتِحَتْ أَلسِنُهُنَّ وَمُنَاذَرُهُنَّ فَذُكِّرُنَ ۝ لَكُمُ
عَذَابٌ شَدِيدٌ كَيْ تَنْجِبُوا ۝ فَالْأَوَّلُ ۝ وَفِيهَا مَا فَتَحُوا لِقَاءَ نَفْسٍ وَنَفْسٍ
وَلَا تَنْصَرِفُ ۝ فَذُكِّرُوا ۝ (الاعراف: ۲۰)

اے میرے مسلمان! تم کو کئی وقت نصیر اور توبہ کا حکم پہنچا رہا ہے مگر تم نے اس کو
بوجھ کر انکار کیا ہے یا جاننے والے اور ایمان والے فراموش کر گئے تھے اس کیلئے فرما کر آیا ہوا
تھوڑی سی بات تو سن کر بڑی جنت میں داخل ہو جاؤ اور اس کے کیڑوں میں رہ جاؤ۔
کھانے پینے کی چیزیں ان کے پاس مل جائیں گی اور ان کو وہ سب کچھ ملے گا جو تم چاہو
اور جس سے تم کو لذت حاصل ہوگا اور اے نادم ہمیشہ ایسی ہی رہو گے۔

اور وہ ملاحظہ فرمائیے کہ جتنی جنت میں ہو سکتی ہے کہ شہر حال کی رحمتوں اور نعمتوں کے لیے پایاں باز
ہوئے اور پر بستی دیکھ کر جہنم کے سرشار اور کرم فرما رہے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبُطْهِ ۝ إِنَّ سَاءَ لَكُمْ مِمَّا تَعْمَلُونَ
لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَعْلَمُونَ أَنَّكُمْ تُعْرَضُونَ ۝ (الاعراف: ۲۱-۲۲)

اے لوگو! کھانا کھاؤ کہ تم لوگ جس سے ہم سے غم دور کرنا چاہتے ہو اور بددعا دینے والے ہو
تو بددعا ہے جس نے اپنے نفس اور کرم سے ہمیشہ بے گناہ رہا ہے اس کا نام (جنت) میں دانا مارا
جوان ہو کر کھائے گا اور کئی کئی کھجور اور کئی کئی کھجور کھائے گا۔

دو دفعہ کے متعلق قرآن مجید میں بیان فرمایا گیا ہے اس میں خدا نے اپنے مسلمان بوجہ ایمان کے کھجور
اور کھجوریں انسان اس دنیا میں پینا چاہتا ہے اور جنت سے پینا اس کی فطرت کا تقاضا ہے اور وہ اس
وہ سائے دیکھ کر تکلیفیں اس دنیا سے ہزاروں لاکھوں درجہ بڑے پینے پر تیار ہو گئی ہیں۔
قرآن مجید کا مقصد دو دفعہ کے اس بیان سے یہی ہے کہ جو انسان اس دنیا میں لایا گیا ہے

بھی یہ دیکھ کر تکلیفیں سہنے کے لیے تیار نہیں ہے اس کو چاہئے کہ وہ خدا کی بنائے ہوئی انسانیت
کے اس ارادے سے بچے جو اس کو دو دفعہ میں پہنچانے والا ہے، جہاں جانے والے ان دیکھوں
میں ہمیشہ بہشتی فضا رہیں گے۔

اسی طرح جنت کے متعلق قرآن مجید میں جو کچھ بیان فرمایا گیا ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ
انسان کی فطرت پر ایمان راسخ اور دل کو اس کی خواہش اور طلب بھری ہوئی ہے جنت میں وہ
سب باتیں اور لذتیں بددعا کا نتیجہ کہہ سکتے ہیں پس انسان کو چاہئے کہ وہ خدا پرستی اور
نیک عملی کی اس راہ کو اپنی راہ بنائے جو اس جنت میں پہنچنے والی ہے جس میں انسان کی تمام فطرتی
خواہشوں اور آرزوؤں کی تکمیل کا سامان بھر پور موجود ہے اور وہاں پہنچنے والے وہاں کی سزا
اور راسخوں سے ہمیشہ ہمیشہ طاعت ادا کرتے رہیں گے۔

آخرت کے بیان کو ہم اسی پر قائم کرتے ہیں اور جنت و دوزخ کے خالق والکے دعا کرتے ہیں
أَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ شِقَاقَ الْآخِرَةِ ۖ وَلِلْآخِرَةِ كَسْرٌ ۖ فَذُكِّرْ ۖ وَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ فِي الْآخِرَةِ

۱۰۷

(اے اللہ! ہم آپ سے آپ کی رضا اور جنت مانگتے ہیں اور آپ کے غضب سے اور
دو دفعہ سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں)

— — — — —

اور اسی کو دعویٰ میں چندا آیتوں کے بعد ارشاد فرمایا :-

فَاَمَّا بَشَرٌ مِّثْلُكَ فَسَبِّحْهُ — پس تم تشریوار کے سب رسولوں پر ایسا دو۔

جو لوگ باقرین شہر دار کے سبوں کو نہایتیں بلکہ ان میں باقرین کی شکل میں طرح کے کھار پر اپنا لگانے کا اقرار دے دے کریں اور ان کے رسولوں کے منکر پر ایسا بعض رسولوں کو نہیں اور بعض کا انکار کریں تو قرآن کہتا ہے کہ ان کا یہ جزی اور اقرار و ایمان قطعاً معتبر نہیں، بلکہ جیت تک یہ سب کے زمانہ اس وقت تک کا نہیں۔

سورہ نساء میں ارشاد ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَتْلُوا فِي حُكْمِ اللَّهِ مَا نَزَّلَ اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
فَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ سَخَطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَخَرَجَهُمْ مِنْ دِينِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَتْلُوا فِي حُكْمِ اللَّهِ مَا نَزَّلَ اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
أُولَئِكَ سَخَطَ اللَّهُ عَنْهُمْ خُفْرًا وَغُدْرَةً لِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (سورہ نساء ۶)

جو لوگ ان کو دعا کے سب رسولوں کو نہیں لیتے اور اپنے پرکھ کر کہیں کہ ان کو دعویٰ کا انکار کر کے ارشاد ان کے رسولوں پر باقرین کریں اور ان کی تباریہ کہتے ہیں کہ یہ رسول کر کے تہیں اور میں کو نہیں لیتے اور وہ اپنے اس طرح سے ایمان اور ان کو دعا کے رسالہ کی ایک راہ کا نشانہ پاتے ہیں کہ سب پر ایمان ہے اور سب ان کا کہہ کر تو یہ لوگ قطعاً قطعاً کاقرین اور میں کہہ کر ان کے خیر و کئے سخت رسوا کی غلاب بنا کر لے لے اور لوگ کہہ کر کو دعا کے سب رسولوں کو کہتے ہیں اور ان میں سے کسی میں باقرین نہیں کہہ کر دے یہی کہہ کر ہیں ان کا انکار کر کے اپنے خواسے کا دعا اور ان کے لئے دعا والی رحمت والا ہے۔

قرآن مجید کہتا ہے کہ جتنے پیغمبر بھی ارشاد ہائے کی طرف سے آئے جب بھی آئے اور جس شکل میں آئے ہیں ان سے بے ادب لے اور ان کے حکموں پر عمل ان لوگوں پر نہیں تھا جس کی طرف سے وہ بھی گئے۔

وَمَا آتَاكَ مِنْ شَيْءٍ فَلْيَمْحُ الْيَدَيْنِ عَنْهُ إِنَّ الْفُلْكَ بِأَيْدِي النَّاسِ — (النساء ۶)

اور جو بھی چیز میں نے بھی ہے کسی سے بھی کہہ کر کہہ کر دعا دے ان کی اھاہ کی جائے۔

دوسری جگہ فرمایا کہ رسول کی اھاہ اور اصل حد کی ہی اھاہت ہے کہ یہ ان کے انعام و نسل جو احکام دیتے ہیں ان کو ان کے اپنے احکام نہیں ہوتے بلکہ خدا کے احکام ہوتے ہیں کہ یہ کہہ کر حضرات ارشاد تو نے کی طرف سے اس کے بندوں کو پہنچانے ہیں۔

مَنْ يُضِيعِ الْيَدَيْنِ عَنْهُ فَدَعَا إِلَى الْفُلْكَ — (النساء ۶)

جس نے خدا کے رسول کی فرمانبرداری کی اس نے دعا ارشاد کی کہ ایمان پر دے کر

اور جس طرح رسول کی اھاہت خدا کی اھاہت ہے اسی طرح رسول کی نافرمانی اور اھاہت دعا دراصل خدا کی نافرمانی اور اس کے خلاف بناوت ہے اسی لئے قرآن مجید میں جابجا ان دونوں ایک ساتھ ذکر کر کے اس کی سخت سزا و پاداش سے ڈرایا گیا ہے۔

وَمَنْ يَتَّبِعِ الْيَدَيْنِ فَدَعَا إِلَى الْفُلْكَ فَإِنَّ اللَّهَ سَخَطَ عَنْهُ (سورہ نساء ۶)

اور جس کی اھاہت اس کی رسول کی اس کے موسم پر نہا جائے کہ ان کے عذاب پر تو ہوتے۔

اور سورہ طلاق میں فرمایا گیا :-

وَمَا آتَاكَ مِنْ شَيْءٍ فَلْيَمْحُ الْيَدَيْنِ عَنْهُ إِنَّ الْفُلْكَ بِأَيْدِي النَّاسِ
فَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ سَخَطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَخَرَجَهُمْ مِنْ دِينِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَتْلُوا فِي حُكْمِ اللَّهِ مَا نَزَّلَ اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورہ طلاق ۶)

اور بہت سی دنیا میں بھیجی گئی ہے کہ یہ کہہ کر دعا کے رسولوں سے سزا دے کہ تو میں نے اس کو اھاہت میں سب کر اور اس کو ہم نے یہاں کی غلاب کی سزا دی اور میں نے ان کو اپنے اعمال کا دل کھلا دعا کے احکام کا انجام سزا دے اور تو میں نے ان کو دنیا میں اس کے ساتھ ہر جگہ اور سب کے سخت ترین غلاب ارشاد کر کے واسطے تیار کر رکھا ہے میں نے عقل و خود و اھاہت کے غلاب اور اس کی طرف سے ڈور۔

هَؤُلَاءِ يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ هُنَّ أُنثَىٰ مُتَنَبِّئَاتٌ لَّهُنَّ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ مُبِينٌ ۚ فَتَقُولُ لِلَّذِي أَتَتْهُ أُولَٰئِكَ بِأَنفُسِكُنَّ غِثٌّ وَغَلَبٌ قَبِيحٌ أَفْتَحِي لَكُنَّ عَالِمَاتٌ لِّمَا كُنَّ يَعْمَلْنَ ۚ (النجم ١٣)

ابھی اشر ہے کہ اس نے اپنے رسول کو کامل ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر کہ
اس کو سب بندہ کے اوپر کرے لہذا اشر اس حق پر کاف کا گدہ ہے (اگرچہ میں انہیں کہتے ہوں کہ وہ
کہتے ہیں کہ یہ گواہی عا ہر اہر ہے الغرض اب) محمد اشر کے رسول ہیں۔

اور اس وقت ماہدہ میں حضرت امی علیہا کی نبوت و رسالت اور نبوت و اچھل کی تسخیر کا ذکر فرماتے تھے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی حدیث کی کتاب (قرآن مجید) کی خصوصیت اور اس کی امتیازی نوعیت کی اس طرح بیان فرمائی گئی ہے۔

فَوَسِّلَا إِلَيْنَا أَلِيَابَ يَالْحَيُّ مُصَدِّقَ الْعَالَمِينَ بِتَأْيِيدِهِ مِنَ الْإِلَهِ
وَمُهَيِّئَا لَنَا

اور ہم نے اپنی کتاب آپ کی طرف طاعت و عبادت کے ساتھ آپ کے پیغمبر کی
 پہلی کتاب کے تصدیق کرتی ہے اور ان کو ان کے اہل بیت سے پہلے آپ کے پیغمبر سے
 سب اس کتاب کی تحکم ہے اور ان کا جوہر میں شامل ہے کہ یہ کتاب کے مصنف
 کو باوجود ان کے پیغمبر کی تحکم ہے اور ان کے پیغمبر کی کتاب (قرآن) ہے۔

دروغہ و غراف میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہ کیا کہ آپ پوری سنان دیا کہ میں نبی
 قل یا ایہذا الناس انی رسول اللہ فی اللہ محمد بن عبد اللہ و قد بعثت النبی
 و المرسلین لا اله الا اللہ محمدی و محمدت و علیہ السلام و رسولہ الی الارض
 الی ان یومئذ یاتوہ و یقرنہم و یلحقوہم علیہم یومئذ قد (الاعراف: ۴)

[illegible]

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٥ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ٦ (النحل: ١-٦)

پہلے وہاں کرو کیجئے کہ (اے خدا) اعلیٰ کے (ملائیکہ) اگر توفیقِ تحقیق خدا کو چاہتے تو قرآن الہی کو وہی ہے کہ جسے میری پیروی (جسنا کرو) اور میرے بتائے ہوئے راستے پہنچا کر قائم

جنت میں پہنچے جائیں گے و انکی زبانوں پر لکھو و شہ و پیغمبروں کے احقری و کفر کا پتہ ہوگا۔

لَقَدْ عَلِمْتُمْ لِيَوْمِ هَذَا مَا اتَّخَذْتُمْ

لَعْنَةً وَكُنْتُمْ لِلْعَذَابِ رَحِيقًا (الاحزاب: ۵)

مذکر (لا کہو کہ) لکھ کر ہے جسے تم کو اپنے فعل سے اس معاملہ تک پہنچا اور اگر وہ پہنچتا

تو یہاں کہ ہمارے ہرگز وہاں نہیں ہو سکتا جسکے ہرے لکھ کر پیغمبروں کی تعلیم و دعوت

بالکل ختم ہوئی اور انھوں نے جو کچھ ہم کو رہا یا سب کچھ تھا۔

الغرض قرآن مجید نے آیات میں بتوا کر انبیاء علیہم السلام کی تکذیب و انکی تسلیم و انکار کرنے نزدیک

تا تین سو سال پہلے ہے، و قرآن میں انکا رد کیا گیا ہے کہ بعد از عذاب سے اس طرح پیغمبروں کی تکذیب کی

نہیں بھی تشریح کیا گیا ہے کہ جس وقت کہ کسی بھی نبی کی تکذیب کی گئی ہے۔ جنت میں انکی تکذیب

ہے جو نبیاء علیہم السلام پر ایمان نہیں لایا اور انکی تعلیم و ہدایت کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو گزاریں۔

قرآن مجید نے انھوں نے کے اسی فیصلہ کو اعلان کیا کہ دوسری جہان، عذاب میں کیا ہے :-

فَمَا أَصْبَرُ لِلْصُّرُوفِ وَالْعِصْرِ وَالْأَسْرِ وَالْأَسْرِ وَالْأَسْرِ

عَسْفِ وَفَلَاكِهِمْ وَتَوَدُّهُمْ وَتَوَدُّهُمْ وَتَوَدُّهُمْ وَتَوَدُّهُمْ (الاحزاب: ۵)

ہم پیغمبروں کو صبر سے پہنچے ہیں کہ وہ آپ کو قرآن میں ایمان دے عذاب میں نہیں ہو سکتا

انکی دوسری زندگی کے سامنے اور انکی تعلیم و ہدایت میں ہیں کہ وہ درست کس فیصلے کی

کوئی تدبیر نہ کر سکیں ان میں ان کے خلاف جو کچھ ہماری بات کی تکذیب کر سکتے ہیں

یہی جہان کی دوسری زندگی کی وجہ سے ضرور عذاب میں تہہ ہوں گے۔

اس صفت اور اس کے عہدہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے کہ جس کو بھی نبی نے کھینچا تو یہی جہان میں

اور تو جس کی جہان میں اللہ کی پیغمبروں کی مخالفت و رد کی کہ جس کو بھی جہان میں نہیں لایا گیا۔

چنانچہ جسے جس میں قوم تو ہم عداوت قائم نہ ہو تو قوم خستہ اور فرقہ ہائے مہم بنام ذکر کے ان کے

چشم و اوردن کی سرکارا کرن افغان میں کیا گیا ہے۔

اِنَّ كُلَّ اِلَّا كَذَّبَ الْمُشْرِكُونَ (احزاب: ۵)

ان کے سوا کسی کو بھی پیغمبروں کی تکذیب اور انکی انکار کرنا نہیں چاہیے اور ان میں

اسی طرح سوائے ان کے قریب فرقہ اور اس سے پہلے کے بعض مسکین و غنیہ کے متعلق قریب لایا گیا۔

مَسْكُوَاتٍ عَلَيْهِمْ رَحْمَةُ اللَّهِ (احزاب: ۵)

انھوں نے کہا نہ مانا ہے، بلکہ ان کے دلوں کا دوسرے مان کا کھٹ گزرتا ہے۔

الغرض پیغمبروں کے حق میں سب سے بڑی غلطی اور یہ ہے کہ اس کی تکذیب اور ان کی مخالفت انکار

ہے، اور فرقہ بندی نہ جاننا و صحیح کر دینا ہے کہ یہ تعلیم اور ان کی مخالفت میں جرم ہے۔

پھر اس تک کہ جس کی طرف اور عذاب سے پہلے کے کئے، انکی انکسلیں میں انکی مخالفت میں

بجائے کہ یہی جرم ہے کہ کئے گئے دلوں کو ان کے رد مال عذاب اور انکی مخالفت میں نہ مانا جائے۔

فَلَا تَزِدْ لَهُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّتَسَاوِينَ (احزاب: ۵)

جو کہ اصل خدا کے حکم کی مخالفت نہ کرے یہاں کہ اس سے ذرا بڑھ جائے کہ کوئی حق

ان پر مان چڑھے یا دوسرا عذاب ان پر نازل ہو جائے۔

اسی لئے قرآن مجید میں جاہل امیہ، مشرک اطاعت و قرآن پر، رکی کے حکم کے ساتھ رسول کی اطاعت و

فرمان راہی کی حکم بھی ویسے ہی روئے کے ساتھ دیا گیا ہے بہت تفاوت بارشاد فرمایا گیا ہے :-

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (احزاب: ۵)

کہیں کہا گیا ہے کہ ہر بار رسول کی اطاعت و فرمانبرداری سے پہلے وہ اللہ سے پہلے

رہو تو یہی مشرک کی اطاعت کے بعد رسول کی اطاعت کا ایک ہی حکم دینے کے بعد فرمایا گیا :-

فَرِيقٌ يَضُرُّونَ الْبَاقِيَ (احزاب: ۵)

اگر تم رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرو گے تو یہاں اٹھا گئے۔

تو یہاں بہت میں فرقہ بندی نے اعلان کر دیا کہ جو لوگ رسول کی اطاعت و پیروی نہ کریں گے

لے انھوں نے :- انھوں نے :- انھوں نے :- انھوں نے :- انھوں نے :-

لَمَّا ذُكِّرُوا بِهِ مُلْحِقُونَ (البقرة ٢٠٥) — (البقرة ٢٠٥)

آپ صاحبزادی کے گروے میں جس ایک ہفتہ کے بعد اس کا اور بھائی کی شادی ہوئی
 کا یہی تھا۔ ان دنوں میرے اختیار میں نہیں، بلکہ سب کچھ، شوگر کے اختیار میں ہے۔
 آپ کو بھی (کہ وہ میرا صاحب ہے) کہجئے جس میں، چاہے اس کے ساتھ کہ ہاتھ کے لئے اور
 میں جس ایک اس کے ساتھ کہ ہاتھ کے لئے چاہے اور کہ ہاتھ کے لئے۔

اور سجدہ اعراف میں فرمایا گیا :-

قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، عَسَىٰ وَأَلَّا تَكُونَ مِنَ الْكَاذِبِينَ
الْعَبِيدُ لَا يُسَلِّتُونَكَ مِنَ الْحَقِّ وَهِيَ كَذِيبَةٌ
وَيُسَبِّحُونَكَ كُلُّ نَفْسٍ حَيَّةٌ وَنَوْمٌ

(الأعراف - ج- ٣)

آپ اعلان فرمادیجئے کہ میری خواہی میں ذات کے لئے قصاص کا بھی انکے تمام ذہنی پروردگاروں اور طریقے دیں (سب کے اسی کا شہید، اداسی کے فیصلہ پر روتے ہوئے) اور اگر میں غیب کی بات جان لیاں کہ ان قوم کے ہر مسافر حال کر سنا، اور کوئی ایسا ناکارہ اور خلاف برعربی نہ ہو جس میں نہ کہ ان میں کوئی ایسی ہم کے شطو سے برتا کر کہ نہ والا اور نہ اسات الذی کا تو فخری میں سننے والا ہوں اور اسات ذوقین واسی کو۔

ان سب آیتوں میں اسی عقلمدار فرط کج کج کی گئی ہے جو نبیاً علیہم السلام کے بارہ میں بہت سی قیوس اور مقبول مختلف زمانوں میں رہا ہے اور جی ہو چکے ہیں کہ خود قرآن کے مضمون سے ہر ایک مسلمان یہ بات اور انداز قیاس کی وجہ سے اس میں بدلہ دے کر سمجھتے ہیں کہ کٹر کفر اور انحراف رسول کا پورا پورا اختیار اور تصرف ہونا چاہیئے، اور ان کو مکمل فریب کی ہونا چاہیئے اور بن دہانہ آخرت کے ایسے مردان کو حق وطن ہونا چاہیئے، حالانکہ مکمل علم ہر ایک کو قرآن مجید غنائ تاثر خیالات و خفاقات کی پوری صراحت اور صفائی سے خود دیکھ جائے۔۔۔ اسی سلسلہ میں قرآن مجید کے

بہت آیتیں اور بھی ٹرے ہوئے۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدُعَاةِ النَّاسِ لِمَا أُشْرِكُ بِمَا دُعِيتُ وَمَا أُرِيدُ إِلَّا دُعَاةَ اللَّهِ وَتَحْقِيقَ الْوَعْدِ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ فَإِنَّ اللَّهَ يَكْفُرُ عَنْ خَلْقِهِ ۚ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

يَسْمِعُ الْأَعْيُنَ وَيَهْدِي إِلَى قَضَائِنَا الْإِلَهِيَّةِ تَرْقِيَةً (الاحزاب ١٠٤)

آپ کو بھیجے گا کہ کوئی کمالیہ آپس میں سے نہیں ہو سکتا ہے جس سے آپس میں ہے۔
 کہ بہت سے رسول آئے اس طرح میں بھی اس کا ایک دھندہ ہے اور (اس میں ان کے پاس) ہے کہ
 جو کہ جو مقبل میں سرے سے تھیں وہ آئے اور جو تھیں وہ ساتھ ساتھ آئے اس میں میں سب
 جانتا ہوں میں ان لوگوں کا اور میری دکان میں ہوں، نہ کہ ان کے پاس ہے، یہ میری دکان ہے
 تہہ چاہئے اور میں ان لوگوں میں عاف عاف، ان لوگوں نے وہاں ہوں۔

اور دوسرے یوں بھی ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے کاروانوں نے جب آپ کی زبان سے قرآن مجید سنا تو انہیں جیسے جیسے ان کے کاروانوں میں شراکتہ خیالات و اعمال کے عقائد بھی آجائے تھے کہ قرآن کو تو ہم جیسے انسان کے، لہذا یا تو اس کی جگہ کوئی دوسرا قرآن لادیں اس کا نظم و اس کے مضامین کو بدل دیں۔ اس کے جواب میں آپ کو حکم دیا گیا :-

قُلْ مَا تَكْفُرُونَ إِنِّي أَسْأَلُكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنْ يَكُونَ لَكُمْ آيَاتُ

يُؤْتِي الْحَاكِمِينَ غَنِيْبًا ۖ لِّئَلَّا يُسَاءَلُوا بِمَا كَانُوا يَفْعَلُوْنَ (س. ع. ٢٠)

آپ سے کہہ سکے کہ مجھے بالکل سچی نہیں ہے کہ جس پہلی طرف سے اس کی توجہ رہے تو کوئی شخص اس میں خود اس کی توجہ نہ کرے۔

اس طرح میفرماتا کہ یا میں غلو اور افراط کے سلسلہ کی تہذیبی گریسوں میں لوگ کسی قسم کو تھکے ہیں۔ یہ منہ پر ہونے کے زور اور اسکا آواز، خطرات میں قرآن مجید کے ان صاحب بھی کی تہذیبی پوری کی اور آواز دے گئے۔ ان کا کہنا یہ کہ دیکھا ہے، دو میں ہمیشہ اس کی جوتا ہے، جس تہذیبیت و دین کی جو توجہ ہے، اس کو اس طرح سے منع و متعین کر دے کہ قرآن کو سمجھنے والے کے لئے کسی غلط فہمی اور دلچسپی کی گنجائش نہ رہے، غفلت نہیں رہے۔

خداوندی ہدایت کی اطاعت و پیروی

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ خدا کی خدائی کو جان لینے اور بندگی کی ہدایت لینے اس کے قائم کئے ہوئے سلاسل رسالت کو جان لینے اور اس پر ایمان لانے کے بعد خود کو بندہ کیلئے لازم ہے مگر خدا کے ہر وہ اپنے متعلق یا اصول فیصلہ کرے کہ اس دنیا میں بھیجے، حکماء اور اس کی تائید کی ہونا ہوتا ہے کہ عیسائے اور تابع رہ کر یہ زندگی گزارنا ہے لیکن قرآن میں یہ صرف دس روئے پر لکھا ہے کہ اگرچہ وہ متعلق حد سے بھی اس کی دعوت و تہلیل اور پوری تاکید کے ساتھ بھی اس کا مطاعا لیکر لکھا ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ خدا کی ہدایت اور اس کے احکام کو جو ہر وقت کے ذریعہ اس کی طرف سے نیکو رہا کر دے کہ زندگی کا اصول بنائیں اور اس کا خلاصہ کی بھی راہ چارہ کے ساتھ راست چارہ نکالتے کہ راستہ ہے۔

سورہ: نہام میں فرمایا گیا۔

عَلَىٰ لِقَٰئِ هَٰذَا ذُكِّرْتُمْ ۚ بَلْ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّبِيِّ ۚ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ لَمَعَٰلِئِكُمْ ۚ (احزاب ۶۱)

لے پیغمبر آپ میرے بندوں کو بتائے کہ ان کی آگاہی ہدایت میں رہی کی جمع راہ ہے اور ہم سب کو حکم ہے کہ پھر وہ لوگ عالم کی حکم برداری کریں۔

اور سورہ اعراف کے بالکل شروع میں فرمایا گیا۔

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ (اعراف ۱۰)

اسی ہدایت کی پیروی کرو جو آگاہی کیلئے تمہارے ہر وہ لوگ کہ ہر وقت سے اور ان کے اور

آگاہوں کی پیروی کرو کہ کوئی نہ مٹتی آگاہی آتا اور سب محنت دیکھئے

اور سورہ نور میں اللہ اور

وَاٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

اٰتِیْہُمْ اَمْرًا اَوْحٰی اِلَیْہِمْ ۚ فَاِذَا نَزَلَ بِہِمْ سُلٰتٰتٌ مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَسُجَّدُوْا لَہٗٓۤ اَوَّلَیَّۃً ۚ

لے گی یہ اس پر شکر بڑا عام ہے شمس خود بھی اس کی صافیت پر ان بندوں کے ساتھ ہے جہاں ان کا پس اور عمل صالح دان زندگ نگاہیں۔
اور سورہ کہمت میں فرمایا :-

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْإِلَهِاتِ
مُدْخِلُونَ فِيهَا لَا يَدْخُلُونَهَا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ الْمَلَكُ الْمُقَرَّبُ
يُخْرِجُهُمْ مِنْهَا مُنْقَلِبِينَ يُدْخِلُ فِيهَا مَنْ يَشَاءُ اللَّهُ
وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا
وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا
وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا

اور سورہ طہ میں ارشاد فرمایا :-

وَقَدْ نَزَّلْنَا مُوسَىٰ بِطَوْرٍ مِّنْ عِندِ رَبِّكَ الْقُرْآنَ
وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا
وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا
وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا
وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا
وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا

ان سب آیتوں میں ایمان اور عملِ صالح کی زندگی گائیے دلوں کے لئے اخلاقیات میں اللہ کی رحمت و مغفرت اور اس کے فضل و کرم اور رحمت و نعمت جنت کی بشارتیں ہیں۔ وہ اس کوئی شے نہیں ہے کہ اللہ نے اپنے جن بندوں کو اخلاقیات پر ایمان و تقویٰ نصیب فرمایا ہے ان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی نثار اور کوئی نعمت نہیں ہو سکتی کہ اخلاقیات کی حقیقت اور بھی بڑھ کر ان کی زندگی میں ان کو اللہ کی رضا و مغفرت اور جنت نصیب ہو جائے۔

باغرض اگر ایمان عمل صالح کے طریق اس دنیا میں کچھ بھی نہ ملے اور صرف اخلاقیات

بھی وہ دنیا جانے جس کا وعدہ ان آیتوں میں کیا گیا ہے تو بھی اخلاقیات ہی ہی ہے اور جو بن بندہ اس سوئے پر دل و دماغ سے راضی ہو کر اپنے رب کی پاکسنگہ نگاہی ہوگا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ عمل صالح اور ایمان کے طریق میں مغفرت اور رحمت کے وعدہ اس دنیا میں بھی کچھ خطا کرنے کا وعدہ قرآن مجید میں کر گیا ہے وہ اس دنیا کی بھی سب سے بڑی نعمت ہے۔
— شمس سورہ کہم میں فرمایا :-

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ
يَدْخُلُونَهَا مِنْ بَابٍ يُدْعَوْنَ مِنْهَا بِأَسْمَاءٍ
وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا
وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا
وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا
وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا وَلَهُمْ فِيهَا مَزِيدٌ مِمَّا فِيهَا

یعنی اس دنیا کی زندگی میں ان کو اللہ کی رحمت و محبوبیت کا تمام نصیب ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کے دلوں میں بھی ان کی رحمت پیدا فرمائے گا۔

سوچئے کسی بندہ کے لئے اس دنیا میں اس سے بڑی نعمت، وہ کیا ہو سکتی ہے کہ اس کے دل کو اللہ کی رحمت و رحمت کی دولت نصیب ہو جائے اور اس سے اللہ کی رحمت کے لئے چلے اور وہ مخلوق کے دل میں بھی اس کی رحمت و محبوبیت پیدا کر دی جائے۔

صرف وہی اللہ اور اللہ ہی اللہ ہی کچھ کرنے سے جو انسان اپنی رشتہ کو کھو کر جبرائیل کی سطح پر چھٹکے یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس دنیا کی بڑی مختصر رحمت ہو جو کچھ دھیر ان لوگوں اور پھر دیکھ کر کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نعمتوں اور اس کے عطا کردہ نعمتوں کی کثرت سے کہہ سکیں کہ اللہ کی رحمت و محبوبیت اور عام مخلوق کی نگاہ میں قبولیت کا ایک حد اس پر ہی مر سے زیادہ لذت اور نعمت ہے جہاں مذکورہ بالا ساری آدمی نہیں تو میرا سوا کس اللہ کی رحمت و محبوبیت اور قبولیت کی اس نعمت سے محروم ہو۔

شمس تعالیٰ اس دنیا میں اپنے جس بندہ کو اپنی رحمت و محبوبیت اور قبولیت کا کمال

نصیب فرمائے ہیں وہی جائز ہے کہ اس کو کتنی بڑی دولت اور زندگی کا کسب و کسب حاصل ہے۔
اسی کو قرآن مجید میں یکے دوسری جگہ "حزق طیبہ" فرمایا گیا ہے۔ سورہ فتن میں ارشاد ہے۔

فَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۝ (الاحقاف: ۲۰)

جو بندہ عمل صالح والی زندگی گزارے، تو ہم ضرور اس کو جہت و نہایت اچھی طرح زندگی کے تمام مسائل پر حل کر دیتے ہیں۔
اور عمل صالح والی زندگی گزارنے سے بہت زیادہ اچھا حال مل کر دیتے ہیں۔

اس آیت میں عمل صالح والی زندگی میں "حزق طیبہ" کا وعدہ کیا گیا ہے اس کا تعلق اس دنیا سے ہے اور وہ اشرف کی نعمت و محبوبیت، سکونت و حمایت اور خوش آئند میں قبولیت کی وہی زندگی ہے جس کو ایمان اور ذکر کیا گیا اور بلاشبہ اس دنیا کی سب سے بڑی دولت و نعمت اور سب سے بڑی لذت و دنیا میں یہ "حزق طیبہ" ملتا تھا ایمان اور عمل صالح والی زندگی کا وہ صلہ ہے جس پر وہ خوش گوارا جاتا ہے جو ایمان و عمل صالح کا شرط اور پورا کرنے پر ضرور دیا گیا عودت — اس کے علاوہ ایک اور بہت بڑا انعام اور سلام و دنیا میں ایمان اور عمل صالح کی زندگی رکھنے والوں کو یہ بھی دیا جاتا ہے کہ ان کے لئے ملکہ کا انتظام ان کے سر پر ہو جاتا ہے اور کرم و شرف ان کے ہاتھ میں دیا جاتا ہے جس کے بعد وہ اشرف کی زمین کا انتظام، اشرف کی مرضی کے مطابق کرتے ہیں اور ان تمام میں وہ اشرف کے نائب اور خلیفہ ہوتے ہیں لیکن یہ انعام اور سلام اور عزتی انہیں ملے کہ ان کے لئے یہی بے فکر و فکر کا ایمان اور عمل صالح پر عمل نہیں دیا جاتا بلکہ اگر کوئی قوم اور جماعت ایمان اور عمل صالح والی زندگی کو اختیار کرے تو ان کے لئے، اس قوم اور جماعت کو اس نعمت سے نوازے ہیں۔

ایمان اور عمل صالح کے اسی انعام کا وعدہ سورہ قمر میں ان الفاظ میں فرمایا گیا ہے
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْخَرَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا سَخَّرَ لَكُمْ فِي حِينِ قَلِيلٍ مِّنْ دَعْوَانِكُمْ (النور: ۴۰-۳۹)

ان کے وعدہ ہے ان لوگوں سے جو تم سے ایمان لائیں اور عمل صالح والی زندگی اختیار کریں کہ ان کو ضرور قلم اور خلیفہ بنائے گا زمین کا، جیسا کہ ان سے پہلے گذرے
ان لوگوں کے منہ میں صاف کھلی وضوح پائی جاتی تھی۔

اس آیت سے معلوم ہو کہ یہ اشرف کے لئے قدرتِ قدیرہ اور اس کا لازمی قانون ہے کہ اگر وہ ایمان کا اور عمل صالح کی زندگی گزارے، تو ان نعمت و حمایت اور خوش آئند میں قبولیت کی وہی زندگی ہے جس کو ایمان اور ذکر کیا گیا اور بلاشبہ اس دنیا کی سب سے بڑی دولت و نعمت اور سب سے بڑی لذت و دنیا میں یہ "حزق طیبہ" ملتا تھا ایمان اور عمل صالح والی زندگی کا وہ صلہ ہے جس پر وہ خوش گوارا جاتا ہے جو ایمان و عمل صالح کا شرط اور پورا کرنے پر ضرور دیا گیا عودت — اس کے علاوہ ایک اور بہت بڑا انعام اور سلام و دنیا میں ایمان اور عمل صالح کی زندگی رکھنے والوں کو یہ بھی دیا جاتا ہے کہ ان کے لئے ملکہ کا انتظام ان کے سر پر ہو جاتا ہے اور کرم و شرف ان کے ہاتھ میں دیا جاتا ہے جس کے بعد وہ اشرف کی زمین کا انتظام، اشرف کی مرضی کے مطابق کرتے ہیں اور ان تمام میں وہ اشرف کے نائب اور خلیفہ ہوتے ہیں لیکن یہ انعام اور سلام اور عزتی انہیں ملے کہ ان کے لئے یہی بے فکر و فکر کا ایمان اور عمل صالح پر عمل نہیں دیا جاتا بلکہ اگر کوئی قوم اور جماعت ایمان اور عمل صالح والی زندگی کو اختیار کرے تو ان کے لئے، اس قوم اور جماعت کو اس نعمت سے نوازے ہیں۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْخَرَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا سَخَّرَ لَكُمْ فِي حِينِ قَلِيلٍ مِّنْ دَعْوَانِكُمْ ۖ (النور: ۴۰-۳۹)

اور ہم کہہ چکے ہیں کہ نعمت کے بعد زمین کے حالات ایسے ہوں گے اور اس کا انتظام ہو جائے گا
میرے صالح بندوں سے۔

ضروری انتباہ:-

ان باتوں سے یہ سمجھنا کہ دنیا میں حکومت صرف صاحب کسب کو ملتی ہے اور اگر وہ کے ہاتھ میں حکومت کا ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہونے کی نشانی ہے بڑی گھٹیا وجہ کی غلط فہمی ہے ان باتوں کا
معاویہ کیا کہ ہم نے بتلایا ہے صرف یہ ہے کہ جب دنیا میں ایمان اور عمل صالح والی کوئی امت اور جماعت ہو جو دہلے کو ان کے لئے اپنی خاص نصرت اور مدد سے زمین کا اقتدار اور انتظام اس کے سر پر کرے گا اور یہ اس کے حق میں اشرف کے لئے انعام اور عزت و ترقیات کا باعث بنے گا۔

لَا تَقُولُوا لِمَنْ آمَنَ سَامُومَةً وَاَسْمًا وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْوَسِيلَةِ فَمَنْ فُتِنَ مِنْكُمْ فَمَتَّعْتُكُمْ مَتَّعَتَيْنِ ۝ (سورہ اعراف - ۶)

لے ایمان نہ دیا اور آخرت میں دوزخ اور اس کے قریب کا دوزخ میں داخل کروا دیا اور اس کی راہ میں جہد جہاد کرتے ہوئے تاکہ تم کو نکاح صحیب ہو۔

ان چاروں آیتوں میں تقویٰ کے کیا پیمانے بیان کیے گئے ہیں کیا گلیلہ ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کارنامہ اور معتقہ، حقیر کرنے بھی پورا زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ پہلی آیت میں لَوْ أَنَّ اللَّهَ تَفَقَّحَ ۝ کے ذریعہ تقویٰ کے حکم کے بعد فرمایا گیا ہے کہ: نہ مدد کی، آخری سائنس تک پہنچنے پر دوزخ کا نیک پورا پوسٹا فرما دیا کہ نہ دوزخ۔ اور دوسری آیت میں اسی معنوں کو: وَتَقَوُّوا إِلَى اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُكْفَرُونَ کے الفاظ سے ادا کیا گیا ہے۔ آخری آیت میں: وَلَقَدْ تَوَفَّيْتُم مَّا كُنْتُمْ تُدْعَوْنَ لَهَا كَافَّةً کے الفاظ سے ہر شخص کو اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے پر دوزخ اور آخرت کیلئے اعمال کا محاسبہ کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ اور چوتھی آیت میں: لَا تَقُولُوا لِمَنْ آمَنَ سَامُومَةً وَاَسْمًا وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْوَسِيلَةِ فَمَنْ فُتِنَ مِنْكُمْ فَمَتَّعْتُكُمْ مَتَّعَتَيْنِ ۝ کا مطلب بھی یہی ہے کہ جن اعمال کا صلہ اور جزا عطا ہو جائے دوزخ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قریب اور اس کی رضا حاصل ہو سکتی ہے، ان کو اختیار کیا جائے اور اس راہ میں پوری پوری جدوجہد کر دینی جائے۔ اور تیسری آیت میں: لَعَلَّكُمْ تَكُونُوا مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ فرما کر اپنی تقویٰ کو نکاح و کامیابی کی بشارت بھی سنائی گئی ہے جو دنیا اور آخرت دونوں کی صلاح و خوشامی ہے۔

پھر قرآن مجید کا سیکڑوں آیتوں میں غلام و کامیابی کی تفصیل کا گئی ہے جو تقویٰ کا معنی اختیار کرنے کی بشارت، سرے تک تقویٰ بندوں کو دنیا اور آخرت میں حاصل ہونے والی ہے، چند تبدیلیاں سلسلہ کی بھی بہاں پر چڑھ لیجئے، پہلے صورت و توجہ، دوسری توجہ و توجہ میں اپنی تقویٰ کو جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ سورہ آل عمران میں ارشاد ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقْوَاهُ ۖ وَالْعَصَىٰ أَشَدُّ زَجْرًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ (سورہ آل عمران - ۱۸)

جو کون تقویٰ کی روش اختیار کریں ان کے دوزخ کے سب کے پاس پیش رو با عاتیں جن کے نیچے نہیں ہری ہریا وہ پیش رو با عاتیں میں رہیں گے اور پاک و عتہ بیویاں وہاں، انکی ریش ہوں گی اور آخرت کے واسطے وہ سرفراز ہوں گے اور ان کے سب بندوں کے ظاہری و باطنی اعمال پر مگر یہ خط و کتابت ہے اسے کسی کو متقی یا غیر متقی ہونا اس سے مخفی نہیں ہو سکتا

اس آیت میں اپنی تقویٰ کو جنت اور اس کی نعمتوں کے علاوہ اللہ کی رضا کا بھی مژدہ سنایا گیا ہے جو یقیناً دنیا اور آخرت کی ساری نعمتوں سے بلند تر ہے۔ خود قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا ہے:-
﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ مَا كَانَ لَهُمُ مِنْ عِندِهِ حِجَابٌ ۚ﴾ (سورہ توبہ - ۶۱)
اور سورہ نحل میں ارشاد فرمایا گیا ہے:-

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۚ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ هَٰؤُلَاءِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ (سورہ نازعات - ۴)

اور چونکہ تمہارا کیا اس پر اچھا تمہارے غرضان اور صلاح پر یہ کہ تمہاری وہ داخل ہونگے ان کے نیچے نہیں بہرہ دہی میں دہاں کیلئے وہ سب کچھ کہتا تھا جسے چاہتا تھا اس طرح اللہ تعالیٰ کو ان کے تقویٰ کا بدلہ دے گا۔

اور سورہ آل عمران میں ارشاد فرمایا گیا ہے:-

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَعْلَىٰ ۚ فِيهَا دُخَانٌ مُّطَهَّرٌ ۚ وَفِيهَا زُجْجٌ مُّغْفًى ۚ وَأَنزَلَ فِيهَا سُلَاطِنًا مُّتَقِينَ ۚ وَفِيهَا يُرْفَعُونَ ۚ فَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ (سورہ آل عمران - ۱۳)

وہاں کے ایک عہدہ مقام میں کہ ان کو اندر رکھے جائے گا اس کے حقیقی بادشاہ کے قریب ہے۔

اور آخرت کی تعصیب ان بندوں کے جن کو جنت میں ہر قسم کی دوسری نعمتوں کے ساتھ اپنے ایک کاروبار خصوصی بھی حاصل ہوگا۔

ان آیتوں میں تو اپنی تقویٰ کو صرف ان اعمال کی خوشخبری سنائی ہے جن سے دوزخ کی

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ سَاءَ الَّذِي يُشَاءُ لَهُمْ إِنَّهُمْ كَافُونَ
 الْحَيْدَةُ الْمُنِيَّةُ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ سَاءَ الَّذِي يُشَاءُ لَهُمْ إِنَّهُمْ كَافُونَ (نساء: ۴۰)
 لے لو کہ اپنے پروردگار سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو میں دس کوئی باپ اپنے بیٹے کی
 طرف سے کوئی مطالبہ نہ کرے گا۔ اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کی طرف سے کسی
 مطالبہ کی آغوش لے گا۔ اور نہ کسی پرہیزگار کو کسی بیٹے کی طرف سے کوئی مطالبہ ہوگا۔
 بالکل حق و سچ ہے۔ میں بہت دینی زندگی تم خود کو عموماً میں نہ ملے اللہ اس طرح ہوگا
 پانچ سالہ ان کی طرف سے تم کو کسی فریب میں مبتلا نہ کرے۔

ان دونوں میں تو تقویٰ اور خوف خدا میں پس پیدائش کے سے قیامت اور آخرت کے شائد
 اور ہونناک نہ خوف کیا گیا ہے۔ اور بلاشبہ ایسا بیان ہے کہ اگر کسی دل میں اس کو سن کر
 بھی خدا کا خوف اور آخرت کی فکر پیدائش ہو تو بلاشبہ وہ دل پھر کہے۔ اور بہت سی دوسری
 آیات میں اللہ کی عظمت اور اس کے تہذیب و عذاب کا ذکر کر کے بھی دلوں میں تقویٰ پیدا کرنے کی
 کوشش کی گئی ہے۔ شمس سورہ بقرہ میں بیان فرماتا ہے:-

وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ إِذْ أَنْشَأَ رَبُّهُ الْإِنْسَانَ (نساء: ۷۳)

اور وہ اللہ نے انسانوں پر کرم کیا کہ وہ ان کی انسانی صورت میں پیدا کرنے والا ہے۔
 اسی طرح سورہ المائدہ کے پہلے ہی آیت میں بیان فرمایا ہے:-

وَأَنْشَأَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ نَبِيًّا تَوَقَّاتٍ (مائدہ: ۱۰۰)

اور وہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو نبی کے طور پر پیدا کیا۔
 اور وہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو نبی کے طور پر پیدا کیا۔

وَأَنْشَأَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ نَبِيًّا تَوَقَّاتٍ (مائدہ: ۱۰۰)

اور وہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو نبی کے طور پر پیدا کیا۔
 اور اس سے اگلی سی آیت میں پھر فرمایا ہے:-

وَأَنْشَأَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ نَبِيًّا تَوَقَّاتٍ (مائدہ: ۱۰۰)

اور اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو نبی کے طور پر پیدا کیا۔

بعض مقامات پر تقویٰ کی تعلیم یوں کی گئی ہے کہ میں ان ہی اختیار فرمایا گیا ہے کہ:- اللہ کے بندہ
 اللہ سے ڈرو تم کو اس کے حضور حاضر ہونا ہے۔ شمس سورہ بقرہ میں ارشاد ہے:-

وَأَنْشَأَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ نَبِيًّا تَوَقَّاتٍ (مائدہ: ۱۰۰)

اور وہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو نبی کے طور پر پیدا کیا۔

پھر ذکر کرتے ہیں کہ اللہ اس سورہ بقرہ میں فرمایا گیا ہے:-

وَأَنْشَأَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ نَبِيًّا تَوَقَّاتٍ (مائدہ: ۱۰۰)

اور اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو نبی کے طور پر پیدا کیا۔

ان سب آیتوں میں تو قرآنی انداز میں تقویٰ کی تعلیم اور تقویٰ فرمائی گئی ہے اب چنانچہ
 وہ بھی پھر لیجئے جن میں قرآنی انداز میں ہی مغفرت و رحمت اور رحمت و عذاب الہی کی توضیح
 نہاں کر کے دی گئی ہے۔ سورہ مائیدہ میں ایک موقع پر ارشاد فرمایا گیا ہے:-

وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ إِذْ أَنْشَأَ رَبُّهُ الْإِنْسَانَ (مائدہ: ۷۳)

اور اللہ نے انسانوں پر کرم کیا کہ وہ ان کی انسانی صورت میں پیدا کرنے والا ہے۔

پھر آیت (۷۳) میں فرماتا ہے کہ اللہ نے انسانوں پر کرم کیا کہ وہ ان کی انسانی صورت میں پیدا کرنے والا ہے۔

اور وہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو نبی کے طور پر پیدا کیا۔

وَأَنْشَأَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ نَبِيًّا تَوَقَّاتٍ (مائدہ: ۱۰۰)

اور اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو نبی کے طور پر پیدا کیا۔

اور وہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو نبی کے طور پر پیدا کیا۔

وَأَنْشَأَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ نَبِيًّا تَوَقَّاتٍ (مائدہ: ۱۰۰)

اور وہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو نبی کے طور پر پیدا کیا۔

ہم کو اس زمین کا کرم چھکانے میں جنت میں جہاں عامی۔
 پھر جنت میں اللہ کے ان حق بندوں کو جو تین اہل جہاد میں اور دنیا میں عطا فرمائی
 جائیں گی حق توبہ کے اس دنیا میں ان کا علم عام ہی کا نہیں ہو سکتا۔ تاہم ہم نے چند صفے پہلے
 جو دوچار تیس اس صفوں کی دعا کی ہیں ان سے جو کہ بچ جائیں انعام ہو سکتا ہے اہل ایمان میں
 جنت کا حقوق اور اس کی طلب و ترغیب پیرا کرنے کے لئے بلا مشورہ بھی کی ہے۔
 اس سلسلے میں سورہ حق کی یہ آیت بڑھ کر بھی اپنی اجمالی روح کو تازہ کر دیا جائے۔
 وَرَبِّكَ يُلْقِي فِي قُلُوبِ النَّبِيِّينَ مَا يَشَاءُ وَيَسْمَعُ لَهُمْ أَلْوَانًا
 فَتُفْقَهُونَ ذَٰلِكَ فَقَدْ أَخْبَرَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ وَكَذَٰلِكَ هُمْ مُفْتَرُونَ
 الْكُذُوبِ أَتُكَاذِبُونَ ۝ هَٰذَا مَا تُؤْتُونَ ذُرِّيَّتَكُمْ وَتُكَاذِبُونَ ۝ هَٰذَا مَا تُؤْتُونَ حَالَكُمْ
 مِنْ لَدُنْكُمْ ۝ (ص - ۷۰ - ۷۱)
 اور تعالٰیٰ تعقل کیلئے یہ چھانکنا بارش میں جہان میں کھیلے ہوئے ہیں دیکھتے ہوئے
 مٹھے ہیں ان میں کیا کہئے، مسئلہ نہیں سورہ اور شریعت اور ان کا پس جو نہیں ہیں
 نبی جگہ، ایمان سب ایک ٹوک — یہ ہے وہ (دوام) جس کا وعدہ کیا
 جا رہا ہے تم سے روز حساب کیلئے جسکے یہ ہے ہمارا دنیا میں جس کو بھی نہیں ہیں۔
 قرآن مجید نے تقویٰ کا تعلیم و ترغیب دیا ہے کہ نفسانی محرکات اور سر برداریاں اور میں اس شریعت
 کی طرف سے دعا، اور شریعت میں نے کے ساتھ ایک نہایت اہم اعلان تقویٰ کے پاس میں بھی نہیں فرمایا
 ہے کہ۔ جن میں اس کی چھوٹائی بڑائی اور ان کی پس اور مندی کا معیار اللہ کے نزدیک سب تقویٰ ہیں
 اس جو تقویٰ میں جتنا، اونچا اور جتنا درمناز ہے، اتنا ان کے کی نگاہ اور اس کی سرکار میں وہ اتنا ہی
 دیکھ اور اتنا ہی ممتاز ہے اور جو تقویٰ میں جتن، نفس جتنا پیش اور جتنا پیش ہے وہ اللہ کی نگاہ
 و اس کی سرکار میں اتنا ہی نفس اور غیبا اور پر قیمت ہے۔ سورہ ہجرات میں ارشاد ہے۔
 رَحْمَةُ اللَّهِ كَثِيرَةٌ لِّذِي الْأَرْحَامِ (المحرمات - ۲۷)

اللہ کے جہاں تم میں زیادہ با عزت وہ ہے جو تقویٰ میں بڑا ہے۔
 اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ تقویٰ ہی جہاد کے وہ صفت ہے جو اس کو ان معامی اور کرامت
 ملتی ہے جن سے کہنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور وہی ان اعمال صالحہ و اخلاق حسنہ
 کو پیدا کرتی ہے جن سے اللہ تعالیٰ کی رضا وابستہ ہے۔
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا يَهْدِي لِدِينِكَ وَرَحْمَةً تَكْفِي لِحَاجَتِي وَتُكَفِّرُ عَنِّي ذُنُوبِي

تقویٰ کی نشانیاں اور اہل تقویٰ کے اوصاف

جیسا کہ پہلے تفصیل سے بتایا جا چکا ہے تقویٰ دراصل دل کی ایک خاص کیفیت کا نام ہے پھر
 اس کیفیت کے دل میں جسے آدمی اختیار اور سرگزشتی کی کج زندگی گذارتا ہے اس کو بھی تقویٰ
 کہہ دیا جاتا ہے۔
 قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اس کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ اس کی عمومی زندگی پر
 تقویٰ کی کیا اثرات ہوتے ہیں اور اہل تقویٰ کی خاص صلاحت اور نشانیاں کب ہیں جنہیں تقویٰ
 پہنچنے کی بھی پھر دیکھئے۔ سورہ بقرہ کے پاسکل شروع میں، ارشاد ہے۔
 هٰذَا يَوْمَ الَّذِي يَصِفُكَ بِأَنفُسِهِمْ يَوْمَ يَقُولُ الْمُؤْمِنُونَ لِأَنفُسِهِمْ هٰذَا نَوْمٌ نَامُوا وَلَٰكِنَّا هُمْ قَوْمٌ مُّسْلِمُونَ ۝ (بقرہ - ۲)
 یہ کتاب (قرآن) جاہل بنے غلاموں کے واسطے ہی شریعت، عالم کے یہ متقی
 بندہ ہے جو ہم ان کا حال سمجھتا ہے کہ ہم بھی آپوں یا ان کے ہم دوزخ میں ہیں اور
 اور کہیں، اور کہے ان کو کچھ دیکھنا اس سے راہ راہ دوزخ میں آجائے کہ ہمیں۔
 ہمیں اہل تقویٰ کی موتی موتی قلم میں بیان کی گئی ہیں۔ ایک شکر کے دن کی بندگی ہوئی
 تقویٰ جس کو دل سے انسان اور ان پر ایمان آجائے کہ آدمی جو تقویٰ میں جہاد کرنا شروع کرتا
 کی ذات و صفات قیامت و خوف اور جنت و دوزخ وغیرہ) دوسرے نازا بھی طرح اور کثرت

تقویٰ کے آثار اور اہل تقویٰ کے اوصاف کے سلسلہ میں اب صرف ایک آیت اور چھ بیچے باقی ہیں۔ اہل تقویٰ کو جنت اور نعمتیں جب تک خوشخبری سناتے رہیں گے، رشاد فرمائی جائے گی۔

إِنَّ الْمُحْسِنِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ يُدْرِكُهُمَ الْغُرُفُ الْمُدَوَّنَةُ عَلَيْهِمْ كَأَنَّهُمْ عَلَى ثَرَدٍ زُرْقٍ لَا يَأْتِيهِمُ فِيهَا شَمْسٌ وَلَا نَجَسٌ وَلَا يَمُوتُ فِيهَا سَمٌّ وَلَا آفةٌ يَأْكُلُهَا الْعُيُودُ ۚ

یعنی ہمارے حق قبضہ پر مشتمل باغات میں اور خوش نظروں رکھنے والوں میں رہیں گے، ان کا پرہیزگار و جوامع میں ان کو نہ کہ وہ ان کو روکنے یا تنقید کرنے والے بن گئے ہیں نہ سے پہلے تھے یا ابھی کہ ان کو نہ ملے، اور تو کہ یہ بخیر و برکت سے آئے اور بدبادانہ وقت نہ زاہد و کردار و غیر وہ جانات میں گنما رہتے تھے، اور جو کہ وقتوں میں پھر بستر خاں سے معافی اور بخشش کے نام پر مل گئے تھے اور ان کے کاموں میں حصہ حاصل نہ فرما سکتے اور اپنے ہونٹے مفت رہ رہ رہا۔

اس حالت سے معلوم ہو کہ تعلق کے خاص آثار میں سے بھی یہ کہ آدمی رات کو کم سوئے اور اس کی راتوں کا زیادہ مستحضر بنادے، کسی جب وہ روزِ دعا و استغفار میں گدے سے اور اس کے بعد بھی پوچھٹھن اور پہ نہانے کی عبادت اس طرح کہ اُس کے باوجود اپنے کو خطا کار و مقصور نہ سمجھے، یہ سحر کے وقت اپنے ستر سے من کی اور جنبش میں کما سوال کرے۔ - اور اپنی دن کی کئی مہینہ عزت مندوں، اور ایسے بہ دست و پادندوں کو جسے وہ رہنا ہے جو کسی مریض یا کسی اور آفت کی وجہ سے ضرور رات کے محتاج ہو گئے ہوں۔

ان سب ایسوں کو جیتا کرنے سے تقویٰ والی زندگی کی ایک کئی صورتیں موجود ہیں۔
اس طرح ہمارے قلوب کو تقویٰ کے نور سے متورق فرمادو اور پھر زندگی کو مستقیم
والی زندگی بنائے اور ہماری سالگاہ چلنے دو، وہ اور ہماری آمد و نسلوں کو بھی تقویٰ نصیب
فرمائے : ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾

اور سورہ نساء ایک جگہ ان بندوں کا ذکر فرماتے ہوئے جن کے لئے ستر خائے کی طریت سے جنت کا صلہ وعدہ ہے ان کے خاص اوصاف یہ بیان فرمائے گئے ہیں :-

أَمْ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ
 أَمْ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ

اور سورہ مؤمنون میں ارشاد فرمایا گیا ہے :-
 فَذَرْهُمْ أَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ
 غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۚ وَآلِ بْنِ مَرْيَمَ طُورًا وَكَوْنًا خَالِكِينَ ۚ (مومنین ۱۹)
 بغیاض میں پالی سامیوں اور بنی مریم کے لئے اور کوئی اور جگہ کھائے گئے جو
 اسی ماہر جنت میں ان صاحب کے لئے اور کوئی اور جگہ کھائے گئے جو
 تنہا سے کراہ کش رہتے ہیں اور جو کراہ دیا کرتے ہیں ۔

میں نے یہ کہانی کہانی اور امانت و مری علیہ السلام کے ذکر کرنا شروع کیا تو فرمایا :
 اَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ
 میں نے یہ کہانی کہانی اور امانت و مری علیہ السلام کے ذکر کرنا شروع کیا تو فرمایا :
 اَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ

اور سورہ نساء میں ارشاد فرمایا :-
 فَذَرْهُمْ أَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ
 فَذَرْهُمْ أَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ

میں نے یہ کہانی کہانی اور امانت و مری علیہ السلام کے ذکر کرنا شروع کیا تو فرمایا :
 اَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ

اور سورہ نساء میں ارشاد فرمایا :-
 فَذَرْهُمْ أَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ
 فَذَرْهُمْ أَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ

اور سورہ نساء میں ارشاد فرمایا :-
 فَذَرْهُمْ أَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ
 فَذَرْهُمْ أَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ

اور سورہ نساء میں ارشاد فرمایا :-
 فَذَرْهُمْ أَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ
 فَذَرْهُمْ أَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ

اور سورہ نساء میں ارشاد فرمایا :-
 فَذَرْهُمْ أَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ
 فَذَرْهُمْ أَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ

اور سورہ نساء میں ارشاد فرمایا :-
 فَذَرْهُمْ أَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ
 فَذَرْهُمْ أَفَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ نَحْنُ اللَّهُ الْعَلِيمُ ۚ

سے جان ڈالنا بھاری بعض سیراں اور کھائی جاسی اور دھندلی کھنکریں پر پتہ
اس کے شے سے بھر پورا اور گرم صاف کر اور دگر دگر کر اور کھنکریں تو یہ کھنکریں لئے
بہتر روشنی، انجام پر ہکا، برائے الترتعالیٰ نے ٹپکے وہ اور ہم فرماتے والا ہے۔

عام انسانوں کے حقوق اور ان کے ساتھ خیر سلوک

ہندوؤں کے حقوق کے سلسلے میں اس باب میں اہل دیہات غریبوں پر دوسروں اور پھر
سکینوں، عیسویوں وغیرہ کو دھتور کے حقوق اور ان کی خدمت میں خیر سلوک کے بارے میں
قرآن مجید کی تعلیم دے کر یہ پتہ چکے کہ نبی کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ان کے حقوق زیادہ
ساتھ خیر سلوک کے بارے میں قرآن مجید کی تعلیم کی ہے۔

اس سلسلے میں قرآن و قرآن مجید نے جو احکام دیے ہیں کہ ان کے بارے میں انسان کیسے سلوک کرے
جو شہر، قریہ اور دیہات، مسلمان کی اور دوسری پوری انسان برادری کو اپنی اصل و فطرت کا واسطہ
قابل احترام بنایا ہے پھر دوسری تمام مخلوقات کے مقابل میں انسان کو جو خاص علی و علمی
صلاحات دی ہیں ان کی برتری میں جن کے ذریعہ اس پوری کائنات کو استعمال کر رہا ہے
اس کو بھی قرآن مجید میں برتری میں انسان کیسے ایک خداوندی شرف و عزت دینا چاہیے اور ان کے
فقدان کو کتنا ہی اذیت دہندہ سمجھنا ضروری ہے۔ (خداوند اور ج)۔

انہی میں سے ایک خاص شرف و اعزاز ہے، اس میں ایک بڑا بڑا کون سا کون سا شرف دینا
اس فطری اور کوئی شرف و اعزاز کے علاوہ قرآن مجید نے اپنے نائنے دلوں کو حکم دیا کہ وہ یہ شرف ان لوگوں
سے اچھی بات کریں۔

وَقَدْ نَزَّلْنَا آيَاتِنَا فِي ظُفُرٍ (پتھر - ج ۲)

اور سب لوگوں سے اچھی بات کرو۔

اسی طرح علی اور اہل حق کے ساتھ نفرت اور احسان کا حکم دیا گیا۔ "یا اہل بیت! میں تم کو اپنا ایک

بَاقِیَةُ حُجَّتِی وَ اَیْہِیَاسَی (مخل - ج ۲)

تم ہمارے حکم دینا ہے انصاف کرنے والا اور احسان کرنے کا (سب کے ساتھ)
دوسری جگہ فرمایا ہے۔

وَقَدْ نَزَّلْنَا آيَاتِنَا فِي ظُفُرٍ (پتھر - ج ۲)

اور اچھے سلوک کرنا (ساتھ) نہ سلوک کرنے والوں سے نفرت کرنا ہے۔

حق یہ کہ اگر کوئی خدا را دشمن ہو اور تم سے نہ نفرت کرے نہ قرآن سے نہ شہر سے نہ تو اس کے حق میں قرآن مجید کا
حکم ہے کہ جہاں تک ہو سکے تم اس کے ساتھ اچھا ہی معاملہ کرو اور اس کی بدی کا جو ب بھی
نیکوئی سے دو۔ اور فرمایا ہے۔

وَقَدْ نَزَّلْنَا آيَاتِنَا فِي ظُفُرٍ (پتھر - ج ۲)

اچھا رویہ اور بڑا رویہ پر نہیں (بلکہ اچھا رویہ نہ کی ہے اور بڑا رویہ بدی ہے جتنا
تم کو پے ہے کہ) کوئی کا جواب بھی تم کی ہی سے دو۔

دوسری جگہ فرمایا گیا ہے۔

وَقَدْ نَزَّلْنَا آيَاتِنَا فِي ظُفُرٍ (پتھر - ج ۲)

تم اپنی کا جواب بھی اچھے رویہ سے دو میں خیر سلوک ہے جو کہ وہ (کھانے میں) کہتے ہیں۔

(قرآن مجید میں ایک جگہ بتایا گیا ہے کہ اگر کسی کو ایک ہندو سے بدی کا جواب بھی دینا ہے تو اس میں اور بدی نہ دلو
کہ ساتھ بھی اچھا ہی کریں وہ دوسرے جواب اور دوسرے ان کے حق میں ہے۔ فرمایا گیا ہے۔

وَقَدْ نَزَّلْنَا آيَاتِنَا فِي ظُفُرٍ (پتھر - ج ۲)

انہی میں سے ایک خاص شرف و اعزاز ہے، اس میں ایک بڑا بڑا کون سا کون سا شرف دینا

بدی کا جواب بھی دینے کا ہے۔

عام انسانوں کے ساتھ رعایت و اداری اور خیر سلوک کے بارے میں قرآن تعلیم کی کہ اس کو کچھ اس کچھ
جاسکتا ہے کہ جو لوگ اپنی خیر بات کریں اور خیرات کا راز نہ مانیں کہ ذرا خود کو ملنے لگے اللہ

عبرۃ کم کو دھوکا دیکارنے تھے کہ جسے میں بھی رسول، تم مجھے تسلیم کرو مے فرما گیا۔

وَرَأَى الْوَلَدَ الْمَسْمُومَ يَمْشِي وَيَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ فَخَفَّ عَنْهُمْ فَيَقُولُ

وَأَنَّهُ نَحْنُ الْغَالِبُونَ (المائدہ ۲۰)

اور آپ پر ایمان کرنا خاصا سار کے بارگاہ میں تھے یہ کہ اور سوچنے کے انکی دھوکا بایا

لئے دن آپ کے علم پر یہ اندیشہ کی بھڑکی آپ ان کو صاف کر دیا کہ ان اور ان کے قصور

مے دور کر دیا کہ ان کو دوسری پر اس کرنے لئے بند ہے اگر کو یہاں ہے۔

اور یہ تو قرآن مجید کا نام ہے جس کا ہر مسلمان غافل نہ نکلتے ہے کہ بڑے بڑے دشمن کے ساتھ

بھی پورا انصاف کرنا چاہئے، کیونکہ کی عداوت اور دشمنی کی وجہ سے اس کا حق ادا کرنے میں کوئی

کوتاہی نہ کی جائے۔ ارشاد ہے، اور کہ تم نہ دوزخ میں نہ لیا کیسے کے ساتھ ارشاد ہے۔

وَلَا يَجْرِي فِيكُمْ سُلَاسِلُ أَقْرَبِينَ لِلْإِنْسَانِ لَأَقْرَبَ وَطَنًا وَأَقْرَبَ وَطَنًا لِلْمُتَّقِينَ

(المائدہ ۲۱)

اور کسی قوم کی ہرگز نہیں اس پر ادھر کر کے کہ اس کے ساتھ، اعلیٰ کی پیروی

تم روشنی دے کے ساتھ (قرآن مجید) پورا پورا انصاف کرو ایسی قرآن حق ہے۔

ان معنی قرآن مجید پر جس طرح خدا کی عبادت اور اپنے مان آپ اور عفو و اقرار کی خدمت

اور ان کی طرف سے کہیں صحت حاجت منوں کے ساتھ جس کی کوئی تعلیم دی گئی اس طرح جاننا

حق کی اپنے دشمنوں اور بدخواہوں کے ساتھ جس کی انصاف اور حسن سلوک کی کیا دیکھا گئی ہے۔

اسلامی برادری کے خاص حقوق

قرآن مجید نے خون اور اس کے رشتوں کی طرح ایمان اور اسلام کو بھی ایک ہم آہنگی و جان

رشتہ قرار دیا ہے اور اس رشتہ کی رے ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان بھائی بتایا ہے۔ ارشاد ہے

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (المجادلہ ۱۰)

مائے مسلمان وہ ہیں میں بھائی بھائی ہیں

جس کی روح، اور باقی رشتہ کی وجہ سے ہر مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے ہوتے ہیں

عامہ کے ہیں، تاکہ یہ کہ میں باہم شفق اور رحم ہو، اور آپ میں ان کا ماحول فری و فرود کا

ہو ہر ایک دوسرے کا پیغمبر، وہ خدمت گزار و دیہ زندہ ہو جس کی ایک جگہ ہو ہر کس

یہ سب کی گئی ہے کہ۔

وَمَا كَانَ لِمَنْ يَكْفُرُ أَنْ يَكُونَ مِمَّنْ آمَنَ (المائدہ ۲۲)

وہ آپ میں ترم اور شفقت کا سامان کرنے والے ہیں۔

اور دوسری جگہ ان کا حال یہ بیان کیا گیا ہے کہ۔

لَا يَجْرِي سُلَاسِلُ أَقْرَبِينَ (المائدہ ۲۱)

رواں ایمان کے مائے دے ساز منور دینے کو یہ رکھنے والے ہیں

اور جو چیزیں مختلف کو آپ کرنے والی اور دوسری کثرت پیدا کرنے والی ہر گئی ہیں قرآن مجید

نے مسلمانوں کے ہمتی سے انکی صحت فراہم کی ہے تاکہ ہر مسلمان کو اس کا حق ملے، انکی ان

اس کو عیب لگا کر کسی قوم کے دور کو دھما مے اس کو دھما کرنا بیچھے جس کی بڑائی کرنا بیچھے عیب کا

تجسس کرنا یا صرف قیاس و خیال کی بنا، یا دوسری طرح بے تحقیق کسی افواہی شہرت کی

بنیاد پر کسی کے بے میں بدگور کرنا اور اسے سخت ملنے کی قلم کو کتاب یہ وہ چیز میں ہیں جن کو

زور دیا گیا ہے کہ، یہیں پوکر، ان جوں سے دوسری ہیں اور کثرت پیدا ہوتی ہے اور

تعلقات میں خرابی پڑتی ہے اس لئے قرآن مجید میں ہر راحت اور دیکھ کے کہ نہ خود دیکھ کے

کوئی مسلمان کسی دوسرے ہنر مسلمان بھائی کے ساتھ ہر گز ایہ نہ کرے اور اس معاملہ میں

پوری احتیاط رہے۔ ارشاد فرمایا گیا:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّلُوسَ الَّتِي تَقُومُ عَلَى رَأْيِكُمْ وَاعْبُدُوا اللَّهَ

وَالْوَلَّاتِ وَتَتَّبِعُوا سُلُوسَ الْفِتَنِ الَّتِي تَقُومُ عَلَى رَأْيِكُمْ وَاعْبُدُوا اللَّهَ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّلُوسَ الَّتِي تَقُومُ عَلَى رَأْيِكُمْ وَاعْبُدُوا اللَّهَ

اخلاقِ حسنہ

اخلاقِ حسنہ کی دعوتِ عظیم بھی قرآن مجید کا حصہ خاص ہے۔ اہلِ موصوعہ! دیہیات
صرف حقیقت مند نہ نہیں بلکہ خاص علیٰ اور حقیقی ہے کہ اخلاق کے لئے یہ قرآن مجید
کی تعلیم کسی مکمل اتنی حالت میں مستعد اور انسانی عظمت کے اس اندر معنی ہے کہ اگر
وہ اس پر عمل پیر ہو جائے اور اپنی زندگی کے اخلاقی پسو کو قرآن مجید کی اخلاقی تعلیم
وہدایت کا پتہ بنائے تو وہ اس زمین پر انسان کی صورت میں رحمت کا ایک فرشتہ ہوگا۔
اس کا کمال خود خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ قدس تھی، حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کا مشہور ارشاد ہے :-

مَا كَانَ خُلُقُكَ الْقُرْآنَ * (آپ کے اخلاق وہی تھے جو قرآن مجید کا علم ہے)

قرآنِ دعوتِ تعلیم کا باب، اتنا وسیع ہے کہ ہر مائتہ ایک تعلیم کتاب اس باب پر لکھی جا سکتی
ہے اس لئے یہاں اس کے خاص خاص ہی عنوانات پر مختصر کیے لکھا جائے گا۔

صبر۔

قرآن مجید نے جن اخلاقی برہمت زیادہ زور دیا ہے اور مختلف علما و ائمہ اور مختلف
اہلِ ایمان کی اہمیت اور فضیلت بیان فرمائی ہے ان میں صبر کا خاص مقام ہے۔
لیکن ہماری اُردو زبان میں صبر کے معنی سے دور ہو گئے ہیں بھیجا جاتے ہیں کہ صبر کا مطلب بس
پہنچنا کہ صبر اور بیماری اور فقر و غلظت کی جسمانی مصیبتوں کو اس طرح سہل یا جھکا کر خود بخود

اور کجیہ و شکایت کا اظہار نہ ہو۔ صبر کوئی عام اگر ظلم کرے تو اس کا انتقام نہ لے جائے اور نہ مار فوہا
کی جھلے۔ مگر قرآن کا زبان میں صبر کے معنی اس سے بہت زیادہ وسیع اور گہرے ہیں۔ مختصر
اختصار میں اس حقیقت کو کہ اس طرح اور کیا جا سکتا ہے کہ کسی عظیم اور قدس مقصد کے لئے رشاقہ
اور ترقی کے لئے رضا اور سخت کے ثواب کیلئے یا دنیا میں منجلی جیسا ہے اور یا رسول کو شہرے کے بیٹا
دوسروں کی خدمت، دربارت رسی کیلئے، خدمت پر چلنے والوں کو برداشت کرنا اور
ناموافق حالت میں بھی حق کو پہنچانے کی ضرورت ہو جائے جسے دینا اور دیکھنے پر جھٹلے دینا صبر ہے۔
صبر کی اس حقیقت کو کہ اس میں نہ کہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیتیں پڑھیں اس کے
پہلے سورہ بقرہ کی یہ آیت پڑھیں :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوا (معاذ اللہ)

اے ایمان والو! (صبر کرو، زکوٰۃ دو، اور جو تم سے عطا کرنا ہے اس سے خرچ کرنا)

شک اور انکار نہیں ہے کہ اللہ (اور اس کا پیغمبر) صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

صبر سے مدد حاصل کرنے کا مطلب سورہ اعزات کی ان آیتوں سے اور زیادہ واضح ہو جاتا ہے
جن میں مذکور ہے کہ جب فرعون اور اس کی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ میں اس سرسبز کے مارے
دیکھ کر نفرت کے شعلے میں اور دھواں میں باقی کبھی جائیں تو نبی علیہ السلام نے اپنی قوم
بنی اسرائیل کو متفق فرمایا :-

اَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن مِمَّنْ يَنْقَلِبْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ (اعزات: ۲۰)

صبر کر حکمِ ربِّ کے لئے اور نہ ہو ان میں سے جو لوٹ پھرتی سے جھپٹتے ہیں۔

فیصلہ کرنا کہ اگر میں اپنے پیغمبر کو جھکا دیتا تو کتنا بڑا گناہ ہے، ملک کا بھی اہلِ کافر

ہے، وہ اپنے منہ میں سے جس کو کہا ہے ملک کا وارث بن جاتا ہے

اس کے بعد سورہ آل عمران کی قرآنی آیت پڑھیں جو اس عظیم سورت کے آخر تک
کا حریف آخر ہے۔ ارشاد ہے :-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّىٰ
نَفْسَهُ ۖ فَهَلْ يُفْلِحُ مَنْ كَفَىٰ ۚ

نے سات دانہ جسے کام و ادراک دو مسکے کہ صبر پر آباد کرو اور راہِ خدا میں
جدوجہد کے لئے مستعد اور کمر بستہ رہو اور اسے سب سے ذرا حسنیٰ خوب کہ پختہ
نہو، امید ہے کہ تم نجات پاؤ گے۔

انسان کی فطری کمزوری ہے کہ حق اور سچ کے رستے پیچھے ہونے جب اس کو مسلسل مصائب و فتنات کا برداشت کرنے پڑتے ہیں اور اپنی قرآنوں کا کوئی پھل و فائدہ نہیں دیکھتا تو اس میں ایسی آواز ہے اور اس کی سب ڈھلے لگتی ہے۔۔۔ ایسے وقتوں کیلئے قرآن مجید میں فرمایا گیا :-

وَيُؤْتِيهِمُ اللَّهُ أَجْرًا خَيْرًا مِمَّا كَانُوا يَسْتَعْمِلُونَ (هود: ۱۰۷)
 دوسرے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا بہتر و مستحسن اجر دے گا۔ وہ ان کو کار و کھار کے اجروں سے نہیں
 ناز دے دیں گے۔ ان کی نیکیوں کا اسی اصلہ ضرور ہے گا۔

اور سوائے شخص میں صبر کے حکم کے ساتھ یہ بھی واضح فرما دیا گیا ہے کہ صبر کی صفت و دولت غلطی ہے جو استرگنے کی خاص و توفیق سی ہے نصیب ہو سکتی ہے۔۔۔ ارشاد ہے:-

أشرفه الله تعالى على ما يشاء من عباده
(مجلد ۸ - ۱۶)

اصبر علیہ (کرو، دو (یا دو کھنکھ) تمہارا صبر کا بھی انشروں کی، مہذا تو فی سیر ہوگا۔

باب ۱۲ پروردگار کے شرف و توفیق بزرگہ کیسے حاصل کرے؟ — اس کا جواب
 مرزا محمد علی سے یہ تھا کہ اگر اشرقت کے غرض اور ارادہ کی جو طاقت بزرگہ فخریہ میں دو نیست
 تھی ہے وہ ایک حرف تو اس سے کام لے لی یہ معینیتوں اور تکلیفوں کو برداشت کرنے اور
 شکرانے کی رضا قبول میں ثابت قدم رہے گا اور ارادہ کرے اور اس کیسے اپنی خداوندی نعمت کو
 متعال کرے اور دوسری طرف الشرف سے یہ صبر اور ثابت قدمی کی دعا کرے۔

سودہ یقرہ میں لکھے دو تک ایک جو عفت مجاہدین کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان کا سابقہ ایکڑے

ظاہر و جہر رفع کیے دے (نہ اپ لوٹے) سے بڑھ کر کچھ کر دوں و دیگر و ایمان رکھنے
 لے تو جاوے، و اس کے حکموں کو دیکھ کے یہی بہت مایوسی ہے اور انھوں نے کہا کہ اس سے فکر
 لینے کا ہم میں طاقت نہیں (کہ عذرة لنا اننا لم نجد عیوناً) کیوں ہم کے دین
 میں یہ ان کا طاقت تھی انھوں نے کہا کہ رفع و نسلک کا تعلق صرف تہمت و کثرت ہی سے
 نہیں بلکہ تاریخ میں اس کی مثالیں موجود ہیں کہ ۔

کہ جب وہی واسطہ علیہ ^۱ و علیہ کثیر کابینہ اسی واسطہ سے متعلق ہے۔
جلل شہادہ کہے کہ کہنے کے لئے تہا بل کے لئے التوا کہہ کر تہا بل کے لئے کہنے
اور اس کے بعد غائب ہوئے ہیں اور اس لئے کہ اس کے بعد صبر کرنے والوں کا موقع ہے۔

بہر حال قرآن مجید کا بیان ہے کہ اللہ کے ان بندوں نے اپنے دلوں کو مضبوط کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے صبر و شہادت اور فتح و نصرت کی دعا مانگی اور عرض کیا:-

رَبِّكَ أَفْرِغْ عَيْنَكَ صَبْرًا وَادْبِغْ أَفْئِدَةً صَبْرًا وَاصْبِرْ مَا عَلَى الْغُفُورِ
الْكَافِرِينَ ٥ - (بقرة - ٤ - ٣٣)

اے ہمارے پردہ نگار! ہمیں صبر سے مشرا کر کے اُردو ہمارے قدم چلائے اور اس کا فز
گروہ پر فتح حاصل کرنے میں ہمارا مدد فرما۔

پھر اس حرکت کا انجام قرآن مجید میں اس دعا کے بعد ہی متعین ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا کہ
فَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى عَبْدِهِ لِيُذْهِبَ عَنْهُ الذَّلِيلَ (مقرآن - ۲ - ۳۳)

پھر یہ ہوا کہ، شرکی مدد اور اس کے حکم سے ایمان رکھنے والے اس قلیل اتحاد اور گروہ نے دشمن کی کثیر اتحاد و قوت کو شکست دیدی؟

اس پوری مدد سے ملزم ہو کر ان شرعہ سے ممبر کی توفیق حاصل کر کے اسے یہ کہہ کر خود علی ہیئت سے کام لے اور پورے اخلاص و داخلہ کے ساتھ ان شرعہ سے ممبر کی توفیق کرو اس کا نقصان اٹائے جو تیرا ایسا کہے گا، ان شرعہ سے اس کو ممبر کی دولت و دولت سے بھرنا ہے گا۔

صبر والوں کا انجام اور مقام

اگرچہ مندرجہ بالا اکثر آیتوں میں بھی صبر کے حکم، اور اس کی تلقین کے ساتھ اس کے اجر اور اس کی خوش انجامیوں کی طرف اشارات موجود ہیں، تاہم دو تین آیتیں خاص صبر کے اجر و انجام ہی میں کثرتِ نقل اور بھی پڑھ لیجئے۔

سورۃ قلم میں، ایک جگہ ان بندوں کے خاص اوصاف و صفات کا ذکر کیا گیا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص خاص نعام ہوگا، اس سلسلہ میں ان میں سے ایک ایک خاص حال بھی بیان فرمایا گیا ہے۔

قَالَتْ رَبِّ مَا لِیْ اَنْتَ عَلَیَّ مِنْ حَدٍّ اَنْتَ عَلَیَّ بِرَحْمَةٍ عَظِیْمَةٍ ۝ (نجم - ۲)

وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی رضا طلبی میں دہرہ قلم کا گوارا دیا اور سختیوں پر صبر کیا۔

پھر ان کا آخری انجام میں بت فرماتے ہوئے، رشا فرمایا گیا ہے۔

وَالْمُطِیْقَةُ لَیْزُجْزَیْطُ ۝ وَالْمُتَّقِیْنَ لَیْزُجْزَیْطُ ۝ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَیُّهَا السَّالِمُونَ

وَالْمُتَّقِیْنَ لَیْزُجْزَیْطُ ۝ (نجم - ۲)

اور وہاں، جنت میں ان کے گھر کے ہر دروازے سے فرشتے اُن کے پاس اُن کے انکار

کے لئے تشریف لے کر جائیں گے کہ سلام ہو تو یہ یہ سید، اس کے کہنے کے وہاں سے ہر گز واپس نہ آئے گا۔

نہاں کیا کیا بھی چاہے یہ حاکمیت کا ٹکڑا!

اور سورۃ آل عمران میں صلی بنو رسول کے اوصاف و صفات میں بت کرتے ہوئے سب سے پہلے اُن کی

صفت صبر کی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ رشا دے ہے۔

اَلَمْ یَجِدْکَ یَٰ اِبْرٰہِیْمَ یَتِیْمًا ۝ وَ اٰتٰکَ الْاِیْمٰنَ ۝ وَ اٰتٰکَ الْاِیْمٰنَ ۝ (آل عمران - ۳۶)

صبر کرنے والے، پر پالنے والے اللہ تعالیٰ نے اُن کی قریب قریبی داری کرنے والے۔

اسی طرح سورۃ آل عمران میں جہاں مسلمان مردوں اور عورتوں کو اُن کے ایمانی اوصاف و صفات

کی بہرِ معرفت و رحمت کی نشاندہی فرمائی گئی ہے وہاں بھی صبر کی صفت کا ذکر خصوصیت سے

رکھ کر کیا گیا ہے۔ رشا دے ہے۔

وَالْمُتَّقِیْنَ ۝ (آل عمران - ۵)

صبر کرنے والے مرد اور عورتوں کی طرف سے۔

اس کے بعد اسی قسم کی دس چند اور صفاتی صفات بیان کرنے کے بعد رشا فرمایا گیا ہے۔

اَلَمْ یَجِدْکَ یَٰ اِبْرٰہِیْمَ یَتِیْمًا ۝ وَ اٰتٰکَ الْاِیْمٰنَ ۝ (آل عمران - ۵)

اللہ تعالیٰ نے اُن کو یتیم اور یتیم کے معنی میں پیدا کیا، اور اُن کو ایمان عظیم عطا کیا ہے۔

ان میں چند آیات کا بھی جائزہ لیں گے کہ قرآنی دعوتِ تبلیغ میں صبر کا کیا مقام ہے اور صبر کی

دنیا اور آخرت میں کیا بھی خوش انجامیوں کی اشعار کے اُن طرف سے صفت ہے۔

سچائی اور راست بازی

قرآن مجید سے جس عنصر کی بہت زیادہ اہمیت، و فضیلت معلوم ہوتی ہے اس سے

ایک سچائی اور راست بازی بھی ہے، پھر قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سچائی سچائی

کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ نہ سچے نہ غلط، اور سچائی کا یہ بھی معنی ہے کہ سچے سچے

انکار نہ کرنا بہت دیر سے اس میں دس کی سچائی اور سچائی کی سچائی بھی شامل ہے، دس کی سچائی

کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کا نفاق اور کوئی دغا و فریب نہ ہو، اور سچائی کی سچائی ہے کہ سچے

عقیدہ، و عقول پر ہو، کسی کو بھی ہو، اور خدا ہو، یا اس میں پوری ایک سچیت ہو، نہ سچائی نہ سچائی

وہی قرآن مجید کا مطلب ہے، صادق میں صادق ہیں، اور اگر اس صفت میں کامل نہیں تو صدق ہیں، اور

قرآن مجید کی دعوتِ تبلیغ ہے کہ آدمی کو ایسا ہی ہونا چاہیے اور ایسوں ہی کے ساتھ چہاچہ بنے تاکہ

صحبتِ صالحہ تراخا کر نہ لگے، نظریں اُٹھوں پر لگی رہیں، نصیب ہو سورۃ توبہ میں رشا فرمایا گیا۔

اَلَمْ یَجِدْکَ یَٰ اِبْرٰہِیْمَ یَتِیْمًا ۝ وَ اٰتٰکَ الْاِیْمٰنَ ۝ (آل عمران - ۵)

لے آیاں، لے لیا، سچے سچے درد اور عاقبتیں کے ساتھ ہو جاؤ۔

صفہ اور بچائی کے سخی کی اس دوست پر مشورہ قرآن کی آیات کا بھی مدنی فرقہ میں جبر پر قیود
 گیا ہے کہ اگر ستر کے نیگے بندے وہ ہیں اور اچھی کنی نہیں کی گئی ہے جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا
 ایمان آخرت اور دوسرے اہل حق پر ایمان ہو اور اس ایمان کی وجہ سے وہ اپنے نیک اعمال پر مال
 اللہ تعالیٰ کے حاجت مند بنوں تو یہیں مستحق وغیرہ بھرت کرتے ہوں اور عہد کے لوگوں کو
 ورج و صداقت کی راہ میں بنے دن و سہتوں و تکلیفوں کو صبر و ثابت قدمی کے ساتھ قبول و خیرت
 کرنے سے ہوسکا اور ان بندوں کے یہ تمام اوصاف بنی فرشتے کے بعد ان میں فرمایا گیا ہے :-

أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (نور: ٢٥)

یہی بندے ہر جو کچھ تمہیں "اور میں" میں متعلق رہیں گے۔

! کسی طرح سورۃ حجرات میں فرمایا گیا ہے:-

اے محمدیوں! اللہ نے تم کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور تم کو اللہ کی طرف سے ایک کتاب بھی بھیج دی ہے۔ (سورہ ابراہیم: ۱-۲)

اصل میں نبی کے لیے وہاں پر ایمان لے کر آئے اور اس کے رسول کی پیروی کرتے تھے۔

کاکہ و شہینہ کی یاد، جس کے ساتھ میں اپنے جان و مال سے پوری جہد کر رہا ہوں۔

پہلی سیدہ بنی تھے۔

اور اسی وجہ سے کہ صحت اور بچائی کے متناظر ملک اور ملک کی بچائی بھی شامل ہے ہونا اس وجہ سے کہ ایک تیر میں حادثہ کے متناظر میں تفسیر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ — ارزا ہے۔

مکہ مکرمہ کی طرف سے بھی ایک وفد بھیجا گیا تھا۔

حضرت وصال کے یہ سختی اور اس کی یہ وسعت و گہرائی معلوم ہونے کے بعد آپ کے یہاں کیا علوم
و احادیث تھے کہ جن پر انہوں نے کون سا تھکا ہوا حلقہ و پوچھا کی کیفیت پوری طرح نصیب ہو، وہ اکثر
تھے کمالی تہذیب سے مبرا اور انہوں نے کون سا ان سے اور ان کا مقام کسی کا نہیں اس لیے ان کے انجمن میں

جہاں اہل ایمان کے اُن چار طبقوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ کا خاص قرب اور تقربیت و محبوبیت کا خاص مقام حاصل ہے اور جن پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام ہے وہ اربابِ ربوبیت کے ہیں۔ دوسرے نمبر پر یہ یقین ہی کا ذکر فرمایا گیا ہے — ارشاد ہے :-

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَأَتِىَ مَا مَلَائِكَةُ نَافِثَاتٍ فِيهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُ

[illegible]

اور جو اس معاملے کی اطلاع دے اور فراموشی کر گیا ہے اس سے (مفت میں) شک کے اس معاملے

سعدوں کے ساتھ جو گئے ہیں، ان کی خصوصی نوازش ہے اپنی دنیا، وعدہ یقین، شہدوں

اور صاحبزادہ اور صاحبزادے کی اچھے ساتھی ہیں۔

صدقات و صدقہ جنت کی صفت کی سندھی کی کا اندازہ اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم خلیلؑ جیسے جلیل القدر پیغمبر کی تعریف میں فرمایا گیا ہے کہ ان میں صفت کی صفت موجود تھی — سورہ مریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ إِذْ أَخْبَرْتَهُ بِآيَةِ الْكَافِرِينَ (مَرْيَمُ ٤٣)

اور اس کتاب میں ابراہیمؑ کا حال ذکر کرو، وہ تھے صدیقی، نبی!

اسی طرح اسی سورہ میں کہ سے لگے کہ وہ حج حضرت ابوہریرہؓ کے متعلق بھی نہیں
 یہاں اضافہ فرماتے ہیں اور اسی طرح حضرت عمرؓ کی شان میں بھی جو سے بڑا متعلق کلمہ
 قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: "مُحَمَّدٌ رَسُوْلٌ" (حضرت محمدؐ کی والدہ ابوعبیدہؓ تھیں۔
 نیز قرآن مجید کی یہاں ہے کہ حضرت ابوسفیانؓ کے قید خانہ کے اس واقعہ میں جو ان سے
 بہت متاثر ہوئے اور ان کو شام مقصد ہو گیا تھا، ان کو حدیث میں ہی کہ صفت سے بیان کیا گیا۔

يُوسُفُ أَيُّهَا الصَّادِقُ (اے بڑے صادق و راست باز یوسف!)

پھر اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں صدق اور سچائی کو اللہ تعالیٰ کی بھی صفت بتایا گیا ہے بلکہ فرمایا گیا ہے کہ وہ سب سے بڑا سچا ہے:-

عہد کو یاد کرو بھٹا عہد کے بارے میں دنیا مس کے دن پہنچ گئے ہوں گے۔

وفا کے عہد کو اس کی ایک دولت تسلیم و رس مخرج کے بندھے، دربار اور راست مطالبے کے عہد وہ اسکی ترغیب قرآن مجید میں اس طرح بھی دکائی گئی ہے کہ عہد کے پرکارنے والوں کو کیا بجا جنت کی اور آخری روزہ ندرت کی وراثت تھائی کہ رشاکی بشارت ملتی گئی ہے۔

سورہ الفرقہ کے۔ عیسویں رکعت کے اُن آیات کا ذکر ابھی اور صحت کے بیان میں ہو چکا ہے جن میں انشاء تھائی کے نیک اور نیک بندوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں وہاں ایک خاص وصف اُن کا بھی بیان ہوا ہے۔

وَلَا يَخُفُّونَ يَوْمَ هَمَّ مُمْدِدًا وَثَا (سورہ فرقہ ۲۴)

اور وہ نہ دے جو رو کر گئے والے میں اپنے عہد پر وہ عہد کریں۔

اسی طرح سورہ مؤمنون کے شروع میں یہاں نفل پانچے اہل ایمان کے اوصاف اخلاق بیان کئے گئے ہیں وہاں ایک خاص وصف اُن کا یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

وَلَا يَذَّكَّرُ فَهُمْ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ هُمْ يَسْتَفِخُونَ (سورہ مؤمنون ۵۱)

اور وہ جوابی مانتوں، دراپنے عہد کا پاس ہو کر کہتے ہیں۔

اور سورہ صافات میں یہاں جتنی مسلمانوں کے اوصاف کا کسی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے وہاں بھی ان کی اس صفت کو بالکل انھیں، سفاف میں ذکر کیا گیا ہے، (معارف ۲-۱)

قرآن مجید نے وفا کے عہد کو ایک دوسرے انداز میں اس طرح بھی ظاہر کیا ہے کہ اسکو جن تھائی کے صفت بتایا ہے۔ ارشاد ہے۔

وَقِيلَ لَكَ فِي عَهْدِكَ بِوَعْدِكَ (توبہ ۳۴)

اور ارشاد ہے زیادہ کن اپنے عہد کو یاد کر کے والہ ہے۔

اور دوسری جگہ منفی انداز میں فرمایا۔

وَقَدْ أَهْلَكَ لَا يَنْجِيكَ اللَّهُ وَقَدْ كَا (روم ۲-۱)

انشاء وعدہ ہوا ہے انشاء وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

اور ایک اور جگہ تا کہ عہد کے صیغہ کے ساتھ فرمایا گیا ہے۔

ذَلِكَ نَجْعَتُ اللَّهِ وَقَدْ كَا (حجہ ۲-۱)

اور انشاء وعدہ خلافی جس کو گے۔

اور ایک جگہ فرمایا گیا ہے۔

ذَلِكَ نَجْعَتُ اللَّهِ وَقَدْ كَا (زمرہ ۲-۳)

یعنی کہ انشاء وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا جو اس کا وعدہ ہے خود پر یاد رکھو۔

ان تہیں کا مفاد یہی ہے کہ وہ اپنے عہد شرتھائی کے صفت کے وہ اپنے عہد میں دوسرے وعدہ کا پورا کرنے والا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں بندوں کے لئے اس کی کس قدر اثر اور دلکش ترغیب ہے کہ وہ بھی عہد کو یاد کریں اور عہد شکنی سے بچیں۔

آمانت

آمانت بھی دراصل یہی اور راست باری کی ایک خاص شکل ہے۔ اور وہ عہد

میں تو اس کے مطلب صرف اتنا ہی تھا جتنا مانے کہ کسی نے جو چیز کسی کے پاس رکھ دی تھی اس میں کوئی خیانت ادا کر دی نہ ہو یا کسی نہ کی جائے اور اس شخص کے مطالبہ پر یا اور بھی دہن کی تو اس واپس کر دی جائے، اور یہی بات شریک اخلاقی شکل ہے کہ عین عرفی زبان اور خاص کا فرق کی عہد میں آمانت کا مفہوم اس سے بہت زیادہ وسیع ہے اور تمام حقوق و فرائض کا دیانت داری کے ساتھ یاد رکھنا اور ہر ناپائی غیبت کی کا کھانا رکھنا اس میں داخل ہے۔ آمانت کے مفہوم کی اس وسعت کو ذہن میں رکھ کر اس کے مطلق قرآن مجید کی آیات پڑھئے۔

سورہ نساء میں ارشاد ہوا ہے۔

إِنَّا آتَيْنَاكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَ وَالْزُكْرَ وَالْأَمْرَ بِالْأَمْرِ (التساعہ ۸)

جیک اشتر ملے تم کو حکم دیتا ہے کہ (تمہارے پاس اور تمہارے ذمہ چھل انہیں
ہیں ان کو وہ مالیں ادا کرو۔

ہیں اس آیت کی رو سے چھل ان کا فرض ہے اگر اگر کسی پاس کسی شخص کی کوئی بھی مال نہ ہو یا کسی کا
مالی یا غیر مالی کوئی حق نہ ہو تو اس کو پسند دانت داری کے ساتھ ادا کرنے اور اس کے ادا کرنے پر کوئی
کوتاہی اور سخت نہ کرے یہاں تک کہ اگر کوئی کسی معاملہ میں شہرہ نے خود ہی غیر خفاہنگ
ساتھ مشورہ سے اس طرح اگر کسی کا کوئی لازم معلوم ہو جائے تو اس کو بھی مالیت ہی سمجھو اور اس کا انشا
ذکر ہے۔ ان فرض مالے مالیت کے اس فرق حکم میں اس میں کی تمام صورتیں داخل ہیں۔
نیز قرآن مجید میں پانچ دفعہ مالیت کے اس حکم کے علاوہ اس کی تفسیل میں بھی دو رکائی ہے
کہ مالیتیں ٹھیک ٹھیک ادا کرنے والوں کو ظلم یا بے حق بنانا یا گناہ چھپانے سے روکنا
اور سورہ معارج کے پہلے رکوع میں غلام جانے والوں اور جنت میں جانے والوں کے اوصاف ذکر
کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ:-

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ ۚ وَمَا كَانُوا عَنِهَا حَافِظِينَ ۝ (مومنون: ۱۰)

اور جو ایمان والے اور اپنے عہد کا پاس کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں اس وصفت مالیت کی عظمت کو اس طرح بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ اس کو اتنے قدر
رسولوں کو اور اس کے قریب ترین رشتہ جبرئیل کی خاص صفت بتایا گیا ہے سورہ شوریٰ میں
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے کہ انھوں نے (اسی انھوں سے کہا:-

إِنَّا نَعْلَمُ رَسُولَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ أَشَدُّ حَقًّا مِّنْهُ ۚ (الحجرات: ۱۰)

ہم تمہارے رسول کا نام نہ دیتے ہیں اور میرا خاص ہنم یہ ہے کہ (تمہارے ذمہ

اور میرے لئے ہوئے احکام کی فراہم داری کرو۔

اور قرآن مجید کے پانچویں اور سورہ شوریٰ میں ایک جگہ فرمایا گیا ہے:-

تَوَلَّىٰ رُءُوسَ الْأَمَمِينَ ۝ (المعارج: ۱۰)

نے کے اُترنے اس کو روح الامیں (یعنی اللہ کا خاص امانت دار رشتہ جبرئیل)

پس اللہ کے جس بندہ کی یہ پناہست اور آرزو ہو کہ اللہ کے غیور اور رسولوں اور اس کے مقرب
فرشتوں سے ان کو کوئی نسبت حاصل ہو اور ان کے پاکیزہ اوصاف اور اخلاق میں اس کا کوئی حصہ
ہو تو انھیں چاہئے کہ وہ مالیت کے وصفت کو اپن لیں اور جس کا جو حق ان کے دستہ ہو اور ان کی
ذاتیوں جو اس کو کوئی مالیت داری اور دیانت داری کے ساتھ ادا کریں۔

عدل و انصاف

قرآن مجید کی دعوت تعلیم میں جن اخلاق اور معاشرتی صورت پر بہت زیادہ زور دیا
ہے ان میں ایک عدل و انصاف ہے۔ یہی دراصل ایمان اور راست باوری کی ایک خاص قسم ہے اس کا
مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص کے ساتھ عادلانہ اور رعایت وہ معاملہ کیا جائے اور اس کے اپنے حق وہ تھا
گئی بات کی جائے جس کا وہ واقعت میں ہے اسی عدل و انصاف پر دیا کا نظام قائم ہے جس
قوم اور برسات میں عدل و انصاف سب سے زیادہ ضروری ہے اگر اور دنیا میں بھی اس کا انجام
بہت ہی بڑا ہوگا قرآن مجید نے یہی دعوت تعلیم میں عدل و انصاف کو جو خاص درجہ اور مقام
دیا ہے اس کا اندازہ سورہ حدید کی ایک آیت سے لگایا جاسکتا ہے۔ ارشاد ہے:-

لَقَدْ آتَيْنَا الْإِسْلَامَ تَمَاضٍ وَنُفُسًا مِّنْ قَبْلِهِ ۚ وَكُنَّا قَائِمِينَ ۚ (الاحزاب: ۳)

ہم نے پہلے ہی اسلام کو تمہاری نفسوں میں سے پہلے ہی دیا تھا اور تمہاری نفسوں میں سے پہلے ہی قائم کیا تھا۔

کامیں اور عدل و انصاف کا اور۔ مگر گوگ ہے ممانت سے عدل و انصاف کا سبب

اس آیت میں قرآن مجید نے ہر فرد عدل و انصاف کے احکام کو قارئین میں اس سے پہلے ہی کا مفاد
ہے کہ سترہ سال پہلے پہلے رسولوں کے ساتھ جس طرح مختلف جھگڑے ایسے ہی طرح عدل و انصاف
کے قارئین اور احکام قارئین بھی آتا ہے تاکہ اس کے بندے اس جھگڑوں کی روشنی میں اس کی زندگی

حاصل ہوا اور یہ بات ہمیں ہے کہ اس پر کسی کا احسان جو جس کا بدلہ دینا چاہتا
بلکہ اپنے نزدیک ورتیہ پروردگار کی رضا چاہی ہی کہنے لگے دیتا ہوں۔ اور اپنے
اس کا بدلہ دینا اس سے ماضی جو چاہے گا۔

اس سلسلہ میں ایک ہم ہدایت قرآن مجید میں یہ بھی دی گئی ہے کہ اگر تم کہے گئے جس بندہ کو کچھ دیا جائے یا اس کی کچھ خدمت اور مدد کی جائے تو اس پر اس کا احسان ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ اگر تم اس کی گواہی کرو اس سے وہ جکی، نہ کھلے، نہ اٹکے نہ جھوٹے ہو جائے گی۔

سورۃ بقرہ ہی میں ارشاد ہوا ہے :-

اے ایمان والو! اپنے خدا کا کماحقہ جہاد کرو اور زمین سے کماحقہ لٹکاؤ نہ کرو۔

یعنی اگر کسی نے کسی بڑے خدا کو کچھ دیا اور اس کی کوئی خدمت اور بندگی اور بیکہ بھی اس پر احسان دھرایا یا ملے کے طور پر نہ نہ کر کے اس جیسے کامل دکھایا تو گویا اپنی کھوپڑی کی طرح کھال ملے اٹھ کر دیا۔

نشر

سماحت اور سخاوت ہی کی دیکھ علیٰ شکل یہ کہ آدمی خود ضرورت مند بننے پر جسے اپنی چیز دو مشن پر صرف کرے اور دو مشن کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھے۔ خوبصورت ہو کہ اور دو مشن کو کھلے دل سے خود کی جگہ اٹھائے اور دو مشن کو ان کے لیے جگہ۔ قرآن مجید میں انصار مدینہ کی طرح ان سے فرمایا گیا ہے :-

وَنُورٌ يَرُودُ عَلَى الْغُيُوبِ وَكَانَ بِمِثْقَلِ صَاعٍ (المعجم ۵: ۱۱)

اور ایک دوسری آیت میں اللہ کے نیک اور مقبول عتقی بندوں کی طرف سے ان شاء اللہ فرمایا گیا ہے:

وَيُطِيعُونَ أَمْرًا مِّنْ لَّدُنْكَ وَيَتَّقُونَ

اور اللہ کے بندے کھانے کی چاہت اور رغبت کا وجود کو ان ہی پر کیا رکھا،
کسی ممکن یا ناممکن بھاری قید کا۔

اس وصف پر ائمہ توحید کی طرف سے اپنے بھروسے کی تعریف و تحسین بلاشبہ دوسرے بتوں کو اس کی بڑی موثر دعوت و ترغیب چمکے ہوئے میں غرق پیدا کر کے اللہ کے مقبول بندے بنیں۔

شخص

سماحت اور دعاوت کی ضد یعنی اس کی کسی متعلقہ کی بُرائی کا نام قبول ہے اس لئے قرآن مجید جس طرح سماحت و دعاوت کی تحریف و تعلیم دی ہے اسی طرح کفر کی ممانعت اور اس کی سخت ترین مذمت فرمائی ہے۔۔۔ ایک دو آیتیں اس سلسلہ کی کچھ ہمیں پڑھ لی جائیں۔۔۔۔۔ سورۃ آل عمران اور شاد ہے :-

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْغُونَ بِنَا أَيْمَانَهُمْ أَنَّهُمْ هُمُ الْفَاعِلُونَ

اور جو کچھ کھل کر ظہور میں آئے ہیں جو شہر نے ان کو اپنے فضل و کرم سے دیا ہے (یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ کو بخشی ہوئی دولت و قدرت و صفات و دوسرے شے جس پر حق نہیں کرتے) ہم یہ خیال نہ کریں کہ یہ (عزیز علی) ان کے کچھ اچھا اور نفع مند ہے (ہرگز ایسا نہیں ہے) بلکہ یہ ان کے لئے نہایت بُرا ہے، جو دولت انرا اور بخل و ہویا کا کہہ نہیں سکتا، یہ (خداوند کے دین) ان کے لئے کھلا طوطا ہے۔

یہی بات سورۃ توبہ میں اور زیادہ واضح اور مؤثر الفاظ میں اس طرح فرمائی گئی ہے:-
وَالَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِالْعَهْدِ وَالْعَهْدُ مَوَدَّةٌ بَيْنَ يَدَيْنَا سِتْرًا لِّلَّذِينَ يَكْفُرُونَ ۚ هُمْ فِيهَا مُبْتَلٰۤى ۚ
وَالَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِالْعَهْدِ ۖ ذٰلِكَ جُرْحُكَ ۚ لَئِيْلَ مَا يَصِفُوْنَ

فَقَدْ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۚ فَكَذِّبَتْهُمُ عُصْفَىٰ ۖ فَاِنَّهَا لَمَكِيدَةٌ ۖ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يَبْغُضُوا بَيْنَهُمْ بَغْضَاءَ الَّذِي بَدَعُوا ۚ فَكُلُّهُمْ لَكَ عَصْفَىٰ ۚ (التوبة: ۵)

اور جو لوگ اپنی دولت اور مالا مال کی وجہ سے کافر ہو گئے اور جو کفر کرنے کے لئے جھوٹے دیتے ہیں اور جس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں اے پیغمبر! آپ ان پر سزا دلانے (دولت) کو روکنے کے لئے دروہگ عذاب کی خوشخبری سنائی دیجئے (دروہگ عذاب انھیں اُس دن پہنچے گا) جس دن کران کی جیسے کہ وہ دولت کو روکنے کی آگ میں جتا یا جائے گا، پھر اس سے ان کے ہاتھ ان کے پہلو اور ان کی ٹیٹھیں دانی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے تمھاری وہ دولت (جس کو تم نے اپنے لئے چھوڑا اور خبر دیا تھا) پھر ہر چکھو تم اپنی اس دولت، اندر دیکھا۔

جنس کو بخیر کی خدمت اور بدل جائے گی یہاں میں اگر قرآن مجید میں صریحاً یہ ایک بات ہوئی تو کافی قحی اسلاف حق اور روحانی سنت سے انسان کو کچلنے کے لئے اس سے زیادہ اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ اشرق سے پہلے قلب کو ان حقان کا زمان بخیر نصیب فرمائیے۔

استغناء و وقاعت

سماحت و خداداد کی طرح استغناء و قناعت بھی انسان کے اعلیٰ شریف اخلاقی ہیں ہے بلکہ اپنا چاہنے کے لئے نور انسانی کی ایک ہی پاکیزہ صفت کے طور پر ہیں۔ استغناء و قناعت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو کچھ اپنے جائز ذرائع اور اپنی محنت کے نتیجے میں اشرقائے کل حوت سے ملے وہ اس کا لین حق چھوڑ دینے کا فیصلہ کرے اور دوسری چیزوں پر بچائی ہوئی تنگدستی میں نہ لے لے اور نہ محنتوں میں سے کسی کے سامنے اقبال و طلب کا ہاتھ پھیلائے قرآن مجید کی ہدایت ہے کہ ہر انسان اشرقائے کائنات سے اور اشرقائے ہی اس کا رزم و کرب

ہے، لہذا اس کو چاہئے کہ اپنی جائز حق کے لئے اس کے سوا کسی کے سامنے اپنا ہاتھ نہ پھیلائے اشرق کے خزانے میں سب کچھ ہے اور اس کی رحمت بندوں کے لئے کافی ہے۔ اس مضمون کی متعدد آیتیں توحید کے بیان میں ذکر کیا جا چکی ہیں ایک آیت یہاں اور بھی پڑھ لیجئے۔ اراشاد ہے۔

اَلَيْسَ لِلّٰهِ الْغَنَىٰ بِمَا خَلَقَ ۚ (زمر: ۳۰)

کیا اشرقے بندے کے لئے کافی ہیں؟ (پھر وہ کیوں کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلائے؟)

اشرقائے نے دوسروں کو کچھ اس دنیا میں دے رکھا ہے اس کی حوص نہ کرنے اور اس کی طرف طمع کی نگاہ سے نہ دیکھنے کا براہ راست حکم دیتے ہوئے ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَا تَمْسَسْكُمْ رُؤُوسُهُمْ اِلَّا عَصْفًا مَّرْغُومًا (طہ: ۸)

اور ہرگز انھیں اشرق کے نہ دیکھو ان ساروں کی طرف جس سے تم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو حوص کر رکھا ہے۔

ایک دوسری جگہ ہدایت قرآنی ملتی ہے۔

وَلَا تَمْسَسْكُمْ رُؤُوسُهُمْ اِلَّا عَصْفًا مَّرْغُومًا (النساء: ۵)

اور مت تمہارا دھوس کر دے اُس پھر کی جس میں اشرق تم سے لیکن کو لیکن پر برائی اور نفیقت دی ہے۔

مطلب یہی ہے کہ جو چیز اشرق نے اس دنیا میں کسی کو دی اور تمہیں جس دی تو تم اس کی ہوس مت کرو بلکہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو، میں اس کا نام قناعت ہے۔

توکل

استغناء اور قناعت کی جزئیات تو کل ہیں، اشرق کے جس بندے کو توکل بھی اشرق نے دیا

رحمت و دروہیت پر اکتفا دار و بھروسہ نصیب ہوا اس کا دل اس پر مطمئن ہو کر اشرقتا ہے میری
ہر ضرورت کیلئے کافی ہے اور وہ میرا حیرت و دیریم پروردگار اور کارساز ہے اس پر یہ تصدیق و قناعت
کی صفت کا بدرجہ کمال موجود ہونا باطل تعریف بات ہے۔ علاوہ ازیں تو کل ذات
خود اور جیسے خود اعلیٰ ترین یا اعلیٰ صفت ہے جس بندے کو توکل نصیب ہو وہ اشرقتا ہے کہ وہ
اس کی قدرت اس کے سامنے نرا نور اور کل کو ہر وقت اپنے ساتھ لکھتا اور دیکھتا ہے
اس لئے قرآن مجید اپنے نئے دلوں کو توکل کی صفت اپنے اندر پیدا کرنے کی خاص طور سے
تفصیل اور تاکید کرتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔

إِن يَشَأْ اللَّهُ فَلَا خَالَفَ لَهُ مَا قَدَّرَ فَتَدْعُ كَذِبًا أَمْ يَلْمِزُكَ
الَّذِينَ يَشْعُرُونَ كَيْدَهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ وَهُوَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْعَدُ
الْأَشْرَارَ تَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (۱۰۰) (النحل، ع)

اگر اشرقتا ہے تو ہمارے مدد فرمے تو کوئی تم پر بظاہر نہیں آسکتا اور اگر اشرقتا ہو
مرد سے اٹھا جائے تو اس کے مدد کو ہر کس اشرار کے مدد کر سکتا ہے اور یہاں دوسروں کو
اشرار ہی نہ توکل اور بھروسہ کرنا چاہیے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (۱۰۱) (النحل، ع)

اشرار کے سوا کوئی محمود نہیں (صرت وہی) الگ و بھروسہ ہے اور ایمان والوں کو
اشرار ہی نہ توکل کرنا چاہیے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (۱۰۲) (النحل، ع)

اگر تم بھروسہ کرو اس زندہ جاوید پر تو جس کو خدا اور رحمت نہیں (اور اس کے
مسابقت نالی نہیں)

ایک جگہ ارشاد ہوا ہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (۱۰۲) (النحل، ع)

اور جو اللہ سے ڈرے اشرار کو اشرار کے لئے باطل کا کافی ہے اور بظاہر خدا نے
اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔

تواضع

قرآن مجید نے جن خلق پر خاص طور سے زور دیا ہے ان میں سے ایک تواضع بھی ہے
تواضع کی کمزوری ضد ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دوسروں سے اپنے کو کمتر سمجھے اسکی روش
اشرار کے عاجز بندوں کی ہونا اور دوسروں کے ساتھ مل جل کر تواضعی بن کر رہے۔
تواضع کا نام اور رفتار یہ بھی ہوتا ہے گفتا میں بھی اور کردار میں بھی سچی کرشت
دربخاست میں بھی۔

سودہ فرقان میں جہاں اشرار کے خاص قبول بندہ کے اوصاف و اطوار میں بیان
فرمائے گئے ہیں وہاں ایک صفت ان کی یہ بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ فروتنی کی چال
چلتے ہیں۔ ارشاد ہے۔

قَدْ جَاءَ الْوَحْيُ بِالْإِنشَانِ فَخَسِرَ عَلَى الْكَافِرِينَ هَؤُلَاءِ (۱۰۳) (النحل، ع)

اور جب وحی نے ان کو پہنچا تو وہ ہم پر چلتے ہیں زمین پر نیچے بن کر۔
اور سودہ میں اسرئیل میں جہاں انھوں نے توحید اور اعمال و اخلاق وغیرہ کے تعلق قرآن مجید کے
میں واضح ہدایات دی گئی ہیں وہاں آخری ہدایت یہ دی گئی ہے۔

وَلَا تَسْبِيحِي فِي الْكَافِرِينَ مَعَهُ إِنَّكَ كُنْتَ تَتَّبِعِينَ الْأَوْسَاقَ (۱۰۴) (النحل، ع)

اور زمین پر چلا کرتے اور انھیں نہ چلا نہ ترقی نہیں کر سکتا اور ان کے ہونے جہاں ان کو
مجاں کی طرح بنے ہو۔

اور سوزہ نقمان میں حضرت نقمان کی زبان سے تو اضع کے بلے میں یہ جان نصیحت نقل فرمائی گئی ہے۔ انھوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرنے ہوئے فرمایا:-

وَلَا تَسْجُدْ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَلَا لِلْأَشْيَاءِ الَّتِي فِي الْأَرْضِ سَجْدًا لِلَّهِ
لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۚ وَأَصْلُ الْفَتْحِ وَالْمُغْنِ وَالْمُغْنِ مِنْ مَوَدَّةٍ
وَأَنَّ الْأَصْنَافَ مَعْنَى الْفَتْحِ ۚ (عصا ٢٠٤)

اور اپنے کمال، شہرہ و گونگ کے سطر، یعنی ان کے ساتھ خود کے ساتھ مشرتہ اور زمین پر اترتا ہوا اور ان کے درجہ کی شکر اور خود کو پسند نہیں کرتا اور ایسی مثالیں اعتدال پیدا کرتا اور ایسی آواز بھی کہ (یعنی شکر کو کی طرح کہ نہ کر بلکہ) آوازوں میں سے غریب کو دھوکہ دیتا ہے۔

[illegible]

وَاحْضَرُ بِمَا قُلْتَ لِلْمُرْسَلِينَ ۝ (حجر - ۹۰)

اور اپنے باندھنے پر وہ دیاں ملے بعدوں کے لئے (یعنی اس کے ساتھ تو اسے جبراً کیا)
دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے ۔

ان دونوں آیتوں سے یہی معلوم ہو کہ کواضی اور قونیٰ نہ ہی بندہ کا حق ہے بلکہ یہ

ہو رہا ان کے علاوہ جو لوگ ایمان سے محروم اور کفر و شرک کا نگہ گروں میں مبتلا ہیں اگر وہ ہمارے خلاف دوسرے کا وار دہیں تو انہیں ہمیں ان کے ساتھ رحم و اداری اور حسن اخلاق و درویش پش موقع احسان و رحم کا سامنا کرنا چاہئے گا (جیسا کہ قرآن مجید میں) اس کا حکم دیا گیا ہے لیکن کفر و شرک کہ وجہ سے وہ اوصاف کے حق نہیں ہیں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آننا خاصہ بدیہی کے خلاف ہے اس لئے قرآن مجید میں تواضع کا حکم صرف اپنی اہل ایمان کے لئے دیا گیا ہے۔

تکبیر اور غزور

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا تواضع کی حد تک بڑا اور ضرور ہے اس لئے تواضع اللہ تعالیٰ کو جس قدر محبوب ہے خود اور تکبر کا سوا قدر محروم ہے۔ قرآن مجید میں یہ جابجا تکبر اور تکبر کی مصلحت کا اظہار فرمایا ہے۔۔۔۔۔ ایک جگہ ارشاد ہوا ہے:۔

لَا جُزْمَ أَنْ أَلَهُ يَكْفُرُ مَا يُرْفَعُونَ وَمَا يُعْلِنُونَ دَائِمَةً لَأُجِيبَ

المسكوبية ٥ ————— (الفضل - ع. ٣٠)

ضروری بات ہے کہ اگر تو اے ان مسکے ظاہر و باطن کو جانتا ہے جیسی ہے کہ وہ

تکبر کرنے والوں کو پتہ نہیں کرتا۔

جنگہ ارشاد ہے:-

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مِنْ شَيْءٍ كُنْهًا إِلَّا فُتُورًا (النساء-٤٠)

یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو پسند نہیں کرتا ہے جو تکبر و مغرور اور اپنی بڑائی کا کبر کر لیا ہو۔

ایک اور جگہ فرمایا گیا ہے کہ حجت ان ہی بندوں کا گھرنے کی جودنیا میں ملنے

منہ میں ہوں اور ان کا مزاج تکبر پسند ہے۔۔۔۔۔ ارشاد ہے:-

بِذَلِكَ الدُّرُاجِمُ لِمَنْ يَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ غُلُوبًا إِلَى الْأَرْضِ

ہے گا وہ آخری گھر زمین جنت ہم اس کر رہے ہیں اُن بندوں کے جو ہمیں

چاہتے ہیں اور نیکانور خدا کو

اس آیت کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے اور جو بھی مبتلا ہے کہ دنیا کے سامنے فساد الہی اور فساد
کی خواہش ہی سے پیدا ہوئے ہیں اس لئے تکبر ہی اس کے رخسار کی فرمایا ہے۔

تکبر ایک بڑی خواہش ہے مگر یہ کہ وہ حق و ہدایت کے قبول کرنے سے بھی رنج و
ہے قرآن مجید میں کہتے ہیں غیر مکر کے تذکرہ میں بتایا گیا ہے کہ ان کی قوموں کے تکبرین نے
صرف غرور و تکبر ہی کی وجہ سے ان پر ایمان لانے اور ان کا اتباع کرنے سے انکار کیا۔

سورہ حمل میں فرعون اور اس کی قوم کے بارے میں تو تصریح ہے کہ فرمایا گیا ہے
کہ مومن علیہ السلام ان کے پاس الشریکوں کو نشانہ بنانے کے لئے انھیں دیکھ کر ان کے دلوں کو
اگرچہ اس کا پورا یقین ہو گیا کہ یہ سب الشریکوں کے طرف سے ہیں اور ان کے لئے وہی الہی الشریک
نہی ہیں لیکن اپنی حکمت اور ذہنیت کی وجہ سے انھوں نے زبان سے کچھ بھی انکار کیا اور
کفر ہی پر قائم رہے۔ اور انجام کار عذاب الہی کا نشانہ ہوئے۔

وَتَجَدَدُ اَیَّامَ مَسِيحِيَّتِهَا اَلْقَسَمُ عَلٰی مَا عَلِمْنَا مِنْكَ

فِي كُلِّ مَسِيحِيَّةٍ ۝ (الفصل ۱۰-۱)

اور انھوں نے الشریکوں کی نشانہ بنائی کہ انھیں دیکھ کر ان کے دلوں میں کفر یقین
کرنے تھا اور اس دلی یقین کے بعد انھوں نے انکار صرف علم اور غرور و تکبر کی بنا
پر کیا۔ پھر دیکھو کہ کیا انجام ہوا اور اس عذاب کا۔

اور سورہ واسطیٰ میں فرماتے ہیں کہ ایک طبقہ کا حال بیان کرتے ہوئے کہ ان کو پہنچے کا ناصیب
یہ بیان کیا گیا ہے کہ:-

اَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْاِلٰهَ الَّذِي يَتَعٰوٰذُ بِاللّٰهِ يَسْتَغِيْثُ ۝ وَتَتَوَلَّوْنَ

بِكُلِّ قَوْمٍ ۝ اَلَيْسَ عِندَ عَلِيِّ بْنِ اَبِي مَرْثَدَةَ ۝ (ق ۱۱-۱۲)

ان لوگوں کا طریقہ تھا کہ جب ان کو حید کا پیغام دیا جاتا اور صرف ایک خدا

کی پوجا کرنا بتایا تو وہ زیادہ تکبر کیا کیوں نہ ہو جانتے تھے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم

ایک دینے شاعر کے کہنے سے اپنے دلیقوں کو چھوڑنے والے ہیں۔

اور شیطان کی مدد و نصرت کا نیا ہی سبب بھی قرآن مجید نے اس غرور و تکبر کی توبہ کیا ہے۔

قرآن پاک کا بیان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو آدم کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس

اس حکم کی تعمیل نہیں کی اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ:-

مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ ۝ اَلَا كُنْتَ تَرَءُ ۝

کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے روکا، جب کہ میں نے تجھے حکم دیا تھا؟

اس نے کہا:-

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۝ (الاحزاب ۷-۸)

میں اس سے بہتر ہوں اور وہ مجھ سے گھٹا ہے (مگر میں اس کو کیوں سجدہ کروں)

بہر حال شیطان کو اس کے اس غرور و تکبر ہی نے اسے سرکشی اور بغاوت پر آمادہ کیا۔

اَلَا تَاْتِيكَ ذِكْرًا مِّنْ اَلْكِتٰبِ الَّذِي ۝ (یوسف ۱۰-۱۱)

اس نے حکم ماننے سے انکار کیا اور تذکرہ دیا کہ اس کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس نے

تکبر و اذیل و اخوار کو زندان لعنت کو مارا کہ

حلم اور درگزر

حلم اور درگزر کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی ایذا رسانی اور اشتعال انگیزی کو فراغ

و صحت کی اور عافیت سے برداشت کرنا جائے اور انتقام لینے اور مرزا دینے کی بڑی قدرت

رکھنے کے باوجود اس غصہ کا راز و تصور و شخص سے کوئی تعرض نہ کیا جائے اور اس کی جہالت

اور نا کچھ کہہ کر غلط فہمی کو مٹا کر اس کو مٹا کر دیا جائے بلکہ اس غلط فہمی کو مٹا کر دیا جائے

اور قرآن مجید نے اس کی بڑی تخریب دی ہے۔

سورہ آل عمران میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت اور اس کی خاص رحمت کے حق دار بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے :-

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ فِي الْقُرْآنِ احْسانًا وَالَّذِينَ لَا يَمْلِكُونَ الشُّكَّ وَالَّذِينَ لَا يُنْفِقُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَالَهُمْ

الَّذِينَ لَا يَمْلِكُونَ الشُّكَّ وَالَّذِينَ لَا يُنْفِقُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَالَهُمْ (آل عمران ۷۵)

وہ بندے جو قرآن میں جو چیزیں پڑھتے ہیں وہی اللہ کی تعظیم اور جو

پانی جاتے ہیں، اللہ کی تعظیم اور رحمت کے لیے ہیں تو ان کے قصور اور گناہوں

ایسے ہیں کہ ان سے مغفرت کی رحمت کرتا ہے۔

اور سورہ شوریٰ میں فرمادیا کہ ان سب پر اللہ کی قانونی حاکمیت پر ایمان کے بعد بقائے کر لینے اور رحمت کے لیے کسی تخریب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے :-

وَلَا تَتَّبِعُوا فِي شَيْءٍ مِّنْهُ مَنَافِعَ لَّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا فِي شَيْءٍ مِّنْهُ مَنَافِعَ لَّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا فِي شَيْءٍ مِّنْهُ مَنَافِعَ لَّكُمْ (شوریٰ ۷۷)

اور جو بندے یہ داشت کر لیں اور رحمت کریں یہ نہیں ہے نہ صرف اللہ کی تعظیم کے لیے

اور اسی سبب سے اسی کر کے میں چند آیتیں پہلا آخرت میں اللہ کے خاص انعامات سے

سرفراز ہونے والے اہل ایمان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ان کا ایک خاص وصف

یہ بھی بیان کیا گیا ہے :-

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِحُكْمِ رَبِّهِمْ فَذَلِكَ هُوَ السَّبِيلُ الَّذِي هُمْ أَعْيُنُهُمْ لَئِنْ كَانُوا إِلَّا لِيُؤْتُوا مَنَافِعَ لَّكُمْ (شوریٰ ۷۸)

اور جب کسی خیرات اور برکتی چیز (ی) ان کو عطا کرے تو وہ (انعام

نہیں لینے بلکہ) مانتے کر دیتے ہیں۔

اور سورہ قیامت میں اپنے قصور واروں کو مانتے کر دینے کی تخریب کس قدر مؤثر نماز اور کیے

دلفش پہلے یہ یہی دیا گئی ہے۔ ارشاد ہے :-

وَلَا تَتَّبِعُوا فِي شَيْءٍ مِّنْهُ مَنَافِعَ لَّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا فِي شَيْءٍ مِّنْهُ مَنَافِعَ لَّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا فِي شَيْءٍ مِّنْهُ مَنَافِعَ لَّكُمْ (شوریٰ ۷۹)

عَمَّا رَزَقْنَاهُمْ (النور ۷۰)

اور یہ ان مالوں کو چاہئے کہ جس سے ان کے حق میں کوئی نیا دنی اور قصور نہ جائے

اس کو) وہ رحمت اور نظر اللہ کو دیکھ کر یہ کہیں کہ یہ نہیں چاہئے کہ اللہ ان سے عطا

کرنے کے اور اللہ کی رحمت والہ اور رحمت مہربان ہے۔

مطلب یہ کہ اگر جو بندہ یہ چاہے اور اس کی عطا اور کر دے کہ اللہ تعالیٰ اس کے

ساتھ مہربانی اور بخشش کا معاملہ کریں اسے چاہئے کہ وہ اپنے قصور واروں کے ساتھ مہربانی کا

معاملہ کرے اور ان کو مانتے کر دے اگر وہ اس کے گناہوں اور اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ

بخشش اور رحمت کا معاملہ فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت اس کی حالی شان

کے مطابق ہوگی۔ پھر تخریب کا ایک دوسرا پہلو اس آیت میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ

جس طرح عمل کا ہم کو حکم دے رہا ہے وہ فرمایا ہے کہ خود میری بھی وہی طرح عمل ہے میں اپنے گناہوں

بزدوں کو بخشنے والا اور ان پر رحم کرنے والا ہوں آپ بھی اپنے قصور واروں کا رحمت کرنے والے ہوں

کر دیا کرو اور اس طرح یہ اوصاف اللہ تعالیٰ کے لیے رنگ میں رنگ جاؤ۔

قرآن پر اور قرآن نازل فرماتے والے رب حیم پر ایمان رکھنے والا کو بندہ ہو گا جو

اس پیام رحمت سے متاثر نہ ہو۔

قریب قریب یہی مضمون سورہ تہٰ میں ان الفاظ میں ارشاد فرمایا گیا ہے :-

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِحُكْمِ رَبِّهِمْ فَذَلِكَ هُوَ السَّبِيلُ الَّذِي هُمْ أَعْيُنُهُمْ لَئِنْ كَانُوا إِلَّا لِيُؤْتُوا مَنَافِعَ لَّكُمْ (تہٰ ۷۰)

اور اگر تم دیکھ کر کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ نے دیکھ کر کہ اللہ تعالیٰ

رحمت کرنے والا اور رحمت مہربان ہے۔

یہاں تک جہاں تیس درجہ ہوئیں وہ خطایہ کی قبیل سے تھیں اب ایک آیت سورہ انف

کے آخری رکوع کی چھٹی آیت میں خاص طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب

کے فرمایا گیا ہے :-

خَبْرًا لِّعَلَّكُمْ تَافَهُوا الْعُرُوتُ وَيَا عِزُّوْنَ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ (احزاب ۴۳)

(لوگوں کا سپردہ بانو اور جاہلہ نہ کر سکو) آپ دو گر کر گئے اور صاف کوڑے کا سبب اختیار کیے، اور جبکہ اس کے کہتے رہے عدوان جاہلوں، منافقوں (کی ہمارے باتوں) کو کہہ جتاں کر سکیے اور کوئی شرمہ لے۔

اور سب سے قصص میں اللہ کے خاص فضل و انعام کے مستحق ہیں، ایمان کے وضع و اخلاق کا بیان کرتے ہوئے ان کی ایک خاص صفت بیان فرمائی گئی ہے۔

وَلَا يَتَّبِعُهُمْ الْغَيْبُ حَتَّىٰ تُفَاتِلَهُمْ وَأَمَّا الْفَخْفَخَةُ فَقَدْ أُلْغِيَ عَنْهُمْ
وَسُكْرًا وَعَنْ الْغَيْبِ حَتَّىٰ تُفَاتِلَهُمْ ۝ (نمل ۶۰)

اور جب وہ سنتے ہیں (جاہلوں اور منافقوں سے) کوئی سپردہ بات تو اس کو نظر انداز کرتے ہیں کیونکہ انہیں اپنے کئے کا بدلے کا اور کم تو تھا ہے کہ انہیں ہمارا سلام و اہم جاہلوں سے سمجھنا نہیں چاہیے۔

اسی طرح سورہ فرقان میں بھی اللہ کے خاص قبول بندوں کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔

وَلَا يَخَافُهُمْ ظُفُرُ الْغَائِبِ حَتَّىٰ تُفَاتِلَهُمْ وَأَمَّا الْفَخْفَخَةُ فَقَدْ أُلْغِيَ عَنْهُمْ ۝ (فرقان ۶۰)

اور جب جاہلوں و کفار سے ہراس کہتا ہے کہ اس کے کہتے ہیں تو وہ (ان سے) مانگتے نہیں (کہہ) کہتے ہیں ہراس کی ہمارا سلام۔

اگر قرآن مجید کی تعلیم و تلقین پر عمل کیا جائے تو دنیا کے کئے بھڑکے فخر و تمہیں ہر جا میں اور ہر عالم میں امن و سکون اور لغت و محبت کی گیس بہا رہا جائے۔

ہاں ایک بات یہاں قابلِ یاد ہے، اور وہ یہ کہ علم و درگزر کی اس قرآنی تعلیم کا حق ذات اور انہی معاملات و حقوق سے ہے مثلاً اگر کوئی شخص میری ذات کو کچھ پہنچا دے اور میری تصور دے تو میرے لئے بہتر یہی ہے کہ میں اس کو میرا کروں قرآن مجید کی تعلیم و تلقین میرے لئے یہی ہے لیکن اگر کوئی فرد یا گروہ دین یا فرد یا گروہ کوئی چیز پہنچا دے یا اللہ کی مقرر

کی ہستی حد کر تو دے گا ہے۔ دوسرے صرح نصاً کہ خواب کرتے تو ہرگز اس علم اور درگزر کا حق نہیں ہے اور اس کے ساتھ ہی اور درگزر کا ہونا کہ ہے میں اللہ کی مخلوق کی اور اللہ کے مقرر کئے ہوئے قانون کی حق تلفی ہوگی اس لئے اس کے شرف و فدا کے اسناد کیلئے مناسب کاروائی کرنی ضروری ہوگی قرآن عزیز میں جہاں جہاں مختلف قسم کے جوڑوں اور بدکاروں کے حق میں حق و درستہ کے رہنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں یہی مواقع کے لئے اس فرق کو ہمیشہ ملحوظ رکھا جائے۔

جرأت و شجاعت

قرآن کریم جس طرح تو صبح و شام اساری اور درگزر و برداری کی تعلیم و تیلہ اور حرج دہانے موقع پر ہادی اور جاہلانی اور جرأت و انہماق و قوت کی تلقین کرتا ہے نہ کہ اگر حق و باطل کا منکر ہو تو قرآن مجید اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ فلاحی انسانوں کی طرح پوری بہادری اور شجاعت قہری کے ساتھ جنگ کریں۔ ایک موقع پر ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتْلُوا صُورًا وَلَا تُدْرِكُوا الْبَصِيرَةَ وَلَا تَسْمَعُوا السَّمْعَ وَلَا تَتَّبِعُوا الْأَعْيُنَ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ زَاهٍ ۝ (احزاب ۶۰)

اے ایمان والو! واجب تھا کہ تم اپنی (ذہنی) کسی فوج سے ہو تو تم ثابت قدم رہو۔ ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا گیا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًا كَانَتْهُمْ رِجَالًا ۝ (صفہ ۱۰)

اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صفا بہادری سے لڑیں۔ ایسے جو جنگ کرتے ہیں کہ گویا وہ سپہ پانی ہوئی دیار میں۔

ایک دوسرے موقع پر رسول شریف صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اس کی ایمانی قوت اور شجاعت کا ذکر خاص کیا اور انہیں کے انداز میں کیا گیا ہے کہ جب ان کو رسول اللہ و ہدایت زدہ کرنے کے لئے بغیر ہر پہنچائی گئی کھانسی و دشمنوں کو نقصان ختم کرنے کیلئے بڑی تیاریاں کی گئیں اور بہت

ملائیکہ جس تک یہ توبہ بالکل عرض نہیں ہوئے بلکہ اس سے ان کی ایمانی قوت میں اور قوتی ہوئی اور انھوں نے کہا کہ ہمیں ہمارا الشرا کا ہے۔ ہم سب دیکھیں گے۔
سورۃ آل عمران میں ارشاد ہے:-

أَلَمْ يَكُنْ فَإِنَّمَا تَأْتِي مِنَ الْبَاطِنِ فَإِنَّ تَأْتِي مِنَ الْبَاطِنِ فَإِنَّ تَأْتِي مِنَ الْبَاطِنِ
فَرَادَهُمْ إِسْمَاعِيلُ فَإِنَّ تَأْتِي مِنَ الْبَاطِنِ فَإِنَّ تَأْتِي مِنَ الْبَاطِنِ
ہم نے وہ صاحب ایمان بندے جن سے لوگوں نے کہا کہ (تعمایہ شانے کے لئے)
ملنے لوگ حج ہوسٹیں اور انھوں نے فرمایا کہ تم کو ان سے
ڈرنا چاہئے تو اس بات نے ان کی ایمانی کیفیت میں اور اضافہ کیا اور انھوں نے
کہا ہمیں الشرا کا ہے اور وہ اچھا کارنامہ ہے۔

اسی طرح قرۃ العزب میں دشمنوں کا مذہبی دل فوجوں کو دیکھنے کے بعد اہل ایمان نے جس
دہائی جرات و ہمت اور شجاعت کا ثبوت دیا تھا اس کا ذکر بھی قرآن پاک میں ہی نہیں
کے انداز میں کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ ارشاد ہوا ہے:-

وَلَقَدْ آتَيْنَا الْبَنِي إِسْرٰءِيلَ الْكِتٰبَ وَفَعَلْنَا فِيهِ شٰىءًا
فَعَدَدًا لِّمَن لَّا يَدْرِي مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِمْ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنُوْا
اور جب دیکھا ایمان و امان نے دشمنوں کو تو ان کے زبان سے نکلی ہوئی ہے
جس کا ہم کا اثر و رسوخ نے پہلے سے خبر دی تھی اور یہ حکم ہے قرآن کا اور
رسول نے اور اس سے ان کے ایمان میں زیادہ اور انکی اطاعت کی صفعت پیدا ہوئی ہوئی۔

اس سلسلے میں ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ کس کس خوف یا کسی تکلیف یا نقصان کا اندازہ
وہ چیز جو جرات و شجاعت کے راست میں رکاوٹ بنتی ہے اور آدمی کو قبول بناتی ہے
قرآن مجید نے بتا دی کہ اس جو ہر کواٹ دیا جائیگا فرمایا گیا ہے کہ کس کس خوف یا عقوبت سے
وقت آگیا ہے کوئی چاہیں سکتا اور اگر وہ وقت بھی نہیں آیا ہے کوئی چاہیں سکتا۔

اسی طرح جائیگا فرمایا گیا ہے کہ کسی تکلیف یا نقصان کا پہنچنا پہنچنا الشرا کے کلی نشیت
اور اگر وہ بہت قوت ہے جب تک اس کا ارادہ اور حکم نہ ہو جس کوئی کرے تو نقصان کی صورت
نہیں پہنچ سکتا اور جب اس کا حکم ہو تو کوئی نہیں تکلیف اور نقصان سے چاہیں سکتا تو
آئیں اس سلسلے میں بھی پڑھ لیتے۔۔۔۔۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد فرمایا گیا ہے:-

وَمَا كَانَ يَعْصِيْ اَنْ تَعُوْذَ بِاللّٰهِ اِلَّا بِاَمْرِ اللّٰهِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْهُ
اھل کسوت آئیں کہ ہر حکم خدا کے کھانا چکا ہے میں وقت (صوت کا)۔

ایک دوسرے موقع پر ارشاد ہے:-

اِنَّ لِّلْاٰمَةِ اَجَلًا مَّعْلُوْمًا لَا يَمُرُّ بَوْدِهَا شَيْءٌ وَّلٰكِنْ يَّسْعٰهُنَّ اَعْيٰنُ
جب آئے گا وقت ان کی کسوت کو اور ایک گھڑی بچھے رہیں گے اور آگے

جائیں گے (تھیک مقرر وقت پر اٹھائے جائیں گے)
اسی طرح ایک جگہ فرمایا گیا ہے:-

مَا كُنْتُمْ بِمُعْذِرِيْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا اِنَّا لَا نَسْمَعُ ۝ (تھام ۵۰)

کوئی معصیت نہیں آسکتی بدوں حکم خدا کے۔

اور سورۃ توبہ میں ارشاد ہے:-

لَا تَجِدُ اُمَّةَ اِلَّا مُّوَلَّاتٍ لِّلّٰهِ اَوْ لِمَوْلٰى اَوْ لِمَوْلٰى اَوْ لِمَوْلٰى اَوْ لِمَوْلٰى

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (توبہ ۵۰)

یہ رسول آپ فرمائیے کہ ہیں ہرگز کوئی معصیت نہیں پہنچ سکتی رسول کے
جو ارشاد ہے اسے یہ عقیدہ کر لیں کہ وہ ہمارا مالک ہے اور ایمان و امان کو سب
اسی الشرا کے سپرد کرنے چاہیں۔

عزیز چاہئے جس دل میں تسلیم انور علیہ السلام میں ہر ذل کے لئے کہاں گناہ شراں سکتی ہے
اور جرات و شجاعت کی راہ میں اس کے لئے کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

وقار و خودداری

جرات و شجاعت سے قریبی مناسبت رکھنے والی ایک اخلاقی صفت یہ بھی ہے جسے ہم اپنی زبان میں وقار و خودداری کہتے ہیں۔ قرآن مجید اپنے نئے دوسروں کو اس کی بھی ہدایت کرتا ہے کہ وہ اوقار و خودداری کو کبھی اپنا رویہ نہ اختیار کریں کہ لوگوں کی نظر میں نیل و خوار ہوں، جیسا کہ اگر کسی وقت ناداری اور حالات کی ناسازگاری سے تربت فقر و فاقہ کی بھی آجائے تو بھی اپنے اس حال کو کہاں تک بھوکے دوسروں پر ظاہر نہ ہونے دیں۔
ایسے ہی لوگوں کے بارے میں سورۃ بقرہ میں ایک جگہ فرمایا گیا ہے :-

يُحِبُّهُمْ وَالْجَاهِلُ الْأَخْيَارَ مِنَ الْعَصَفِ تَرَفُّهُمْ مَسَاهِيرَ (القرآن ٢٤: ٢٤)

ناتق آدمی ان کی بے سمانی کی وجہ سے ان کو آسودہ جان سمجھے گا، تاہم پہچان
سکتے ہیں ان کو ان کے چہرہ کی خاص کیفیت سے۔

اور سورۃ فرقان میں جہاں اللہ کے خاص مقبول بندوں کے اتنی ہی اخلاق و اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے وہاں ان کا ایک وصف یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے :-

قَدْ أَفْرَدَ بِأَسْعَى مَرَّةً أَكْرَامًا ————— (هوقان - ع - ٦)

اور جس کا گز رہا تھا وہ لوگوں کی سپردہ باتوں پر توجہ باوقار شریفوں کی طرح گز رہا تھا

الغرض اپنے ماننے والوں کو قرآن مجید کی ہدایت ہے کہ ان کا رویہ ایسا ہی خودطاری اور تقاربا کا ہو جیسا

جیا اور عفت

شرع دیا اور عظمت و پاکدستی بھی ان، خلق پریدہ سے جو قرآن مجید نے
خاص طور سے زور دیا ہے اور اس کے خدیجہاں نے اور اخلاق کی آلودگی سے (جس کیلئے جان لفظ
قرآن مجید میں "فاسد" اور "فساد" کا استعمال کیا گیا ہے،) بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے کہ

[illegible]

وَيُخَوِّنُ عَنِ الْفَصَاءِ وَالْمُغِيرِ وَالْبَعِي يَعْلَمُ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

منع فرماتا ہے جیٹ سے اسعام بُرائی سے اور ظلم و فسادِ دنی کر کے، شر سے

تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پذیر ہو۔

اسی طرح سوسہ اعراق میں جہاں بنیادی محرکات کا ذکر فرمایا گیا ہے وہاں بھی اسکے پہلے نمبر پر فرائض^۵ بھی کا نام لیا گیا ہے۔ — ارشاد ہے :-

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِسْخَافَ

وَالْبَغْيُ بِذِي الْحَنِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا

وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْمَلُونَ ۝ (اعراف ٤٢)

اے رسول! آپ لوگوں کو فرمائیے کہ میرے رب نے حرام کر دیا ہے بے حیائی کی باتوں

کو جو ان میں سے علانیہ ہوا اور جو چھپی ہوئی (یعنی بے حیائی کی یہ باتیں علانیہ کر بھی

حرام نہیں اور پیدہ میں بھی) اور اسی طرح اشر نے جو تم کیا ہے گناہ کو اور ناحق ظلم

وہ یاد دہانی کو اور اس بات کو کہ تم شریک کرو اس کے ساتھ کسی بھی ہتھیار کو جس کی

اشرے کوئی دلیل نہیں آئی اور یہ کہ تم اشرے کے متعلق وہ بات کہ جو یہ کہتے ہیں

(کسی صحیح ذریعہ سے) علم نہیں ہو۔

ان دونوں آیتوں میں اور ان کے علاوہ بھی جن آیتوں میں بے حیائی کی باتوں (فحشاء و بائعہ) کے

فواجش کی مانت فرمائی گئی ہے تو یہ مانت وصال نہی کا شکل میں حیا اور عفت کا امر و

اسکے علاوہ قرآن مجید نے ان باتوں سے بھی منع فرمایا ہے جو بذات خود اگرچہ بے حیا

تا جس نہیں ہیں کسی ان سے حیاتی و اخلاقی آوگی کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ کر سکتے اس بنا پر حکم دیا گیا ہے کہ خرم مردوں اور عورتوں کا جب سامنا ہو جائے تو دونوں گناہیں نبی کریمؐ کو ہیں ایک دوسرے کی طرف نہ دیکھیں۔ سورہ نور میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

قُلْ لِلّٰهِ عِشْيَتُكُمْ مَعَكُمْ اِنْ اَبْصَارُهُمْ وَاَعْيُنُهُمْ اَوَّلَ بَصَرٍ اِلَيْهِ
اَرَايَ كَيْفَ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْبَيْتِ
قَعْبُصٌ مِّنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُكُمْ حَوْضٌ ۝ (نور-۲۰)
اے رسول! آپ! جان والوں کو حکم دیجئے کہ اگر جہان ہم عورتوں کا سامنا ہو تو
وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے
نیزادہ پاکیزگی کی بات ہے اور وہ جو کہہ کر ہیں یا دکر ہیں گے اللہ تعالیٰ اس سے
پوری طرح باخبر ہے۔ اور (اسی طرح) ایمان والی ہماری نیکیوں کو
آپ حکم سنائیے کہ وہ سچی گناہیں نبی کریمؐ اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

خود آیت کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ ان گناہوں پر یہ پابندی عاید کی جاؤ غفلت و صحت کی حفاظت کیا
کئے لڑائی گئی ہے بلکہ پردے سے متعلق سامنے احکام کی ہیں تو نصیحت یہی ہے کہ وہ حیاء و عفت
و صحت کی حفاظت کے لئے پیش کرتے ہیں۔ سورہ اتراب میں جہاں یہ حکم دیا گیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر والوں سے جب کوئی چیز برونہ پڑے کہ اسے اوٹ سے
انٹا کر (وَرَادَ اَنَا اَتَمَّكُمْ مِّنْ مِّنَا فَاسْتَوْفُواْ عَنْ يَدَيْهِمْ وَقَدْ جَاءَ عَلَيْهِمْ) تو وہیں اس کی حکمت
اور وجہ یہ بیان فرمادی گئی ہے۔

وَالَّذِينَ اَطَعُوْاْ لَكُمْ فَاَعُوْاْ لَهُمْ ۚ وَ لِلّٰهِ عِشْيَتُكُمْ مَعَكُمْ ۚ (احزاب-۵۰)

یہ طرز عمل نکلے اور ان کے دلوں کو نیزادہ پاک رکھنے والا ہے۔

نیز اسی سورہ اتراب میں جن ایمانی اخلاق و اوصاف کئے و لئے اور عورتوں کو منع فرمایا
لے یہ آیت اگرچہ اپنے بیان کے ساتھ سے از دل میں طہارت سے متعلق ہے لیکن حکم عام ہے ۱۲

جہلم کی اشارت منائی گئی ہے ان میں سے ایک صفت یہ یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن کریمؐ ارشاد ہے:-

وَالْحٰفِظِيْنَ قُلُوْبَهُمْ وَ اٰلِهِمْ وَ اٰلِهِمْ وَ اٰلِهِمْ وَ اٰلِهِمْ وَ اٰلِهِمْ وَ اٰلِهِمْ
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا وَّ اٰخِرًا اَعْيُنًا ۝ (احزاب-۵۰)

اور ان میں شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد و عورتوں کی حفاظت کرنے والے عورتوں اور
انہما کے لئے اللہ تعالیٰ نے عذاب کا ذکر کیا ہے اور اس طرح کر کے ان کے دل کو عورتوں
اور انہما کے لئے اس سب کیلئے مغفرت کا فیصلہ فرما رکھا ہے اور عظیم کارنامہ انہما کے لئے کیا گیا ہے۔

اسی طرح سورہ مؤمنون اور سورہ ماعارج میں اللہ کی رحمت اور جنت کے متعلق دو چیزیں کہ جن
اقتیازی اور حاکم کا ذکر کیا گیا ہے ان میں اس کی عفت اور پاکیزگی بھی ہے دونوں جملہ الفاظ
بالکل یکساں ہیں۔ ارشاد ہے:-

وَالَّذِيْنَ هُمْ يُعْتَبِرُوْنَ فَخَفُّوْاْ حِفْظُوْنَ ۝ (مؤمنون-۱۷ معارف-۱)

اور وہ جنہ سے جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں یعنی وہ جنت کے

فارس تہوں گے اور جنت میں ان کا زلازع ازاد کر دیا ہوگا

بہر حال قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق حیاء و عفت بھی ان خاص ایمانی اوصاف میں سے ہیں
جن سے انسانوں کی نجات و نفع حاصل ہو سکتا ہے۔

طہارت و پاکیزگی

اخلاق و آداب سما کے سلسلہ کی قرآن مجید کی ایک تعلیم یہ بھی ہے کہ خرم کی نجات
اور نجات کے لئے آپ کو پاک عادت رکھنا چاہئے سورہ مدثر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
مخاطب بنا کر ارشاد فرمایا گیا ہے:-

وَرَبَّائِكَ قَطِّعُوْا رِجْلَيْهِ وَ اَلْبَسُوْا رِجْلَيْهِ ۝ (مدثر-۵)

اور اپنے پیرے (بھائی) پاک بنا کر اور اس طرح کی ننگ لگا کر لپکھ کر دے دو۔

اور سورہ توبہ میں اصحاب نبی کے ایک خاص طبقے کی صفائی پسندی اور اس کے خاص اہمیت کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا گیا ہے :-

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُتَّحِدِينَ ۝ (توبہ - ۱۳)

اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو خوب پاک صاف رہتے ہیں اور اس کا اہتمام کرتے ہیں۔

اور سورہ بقرہ میں ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الشّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْمُتَّحِدِيْنَ ۝ (بقرہ - ۲۸)

اللہ تعالیٰ سچیت رکھتا ہے تو بہ کرنے والے اور پاک صاف رہنے والے بہتوں سے۔

گویا طہارت و پاکیزگی ان دو خاصوں سے ہے جن کی وجہ سے اللہ کا محبوبیت کا شرف ہو جاتا ہے۔

اَقْلَامُ الْمُحْسِنَاتِ اَمْ اَقْلَامُ اِيْمَانٍ وَاَجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَّحِدِيْنَ



معاملات میں پاکبازی اور اکلِ حلال

قرآن مجید نے انسانی زندگی کے تزکیہ اور اس کی سیرت کی تعمیر کے سلسلہ میں جو مہم چلائی ہے، اپنے طے شدہ دوسو کوئی بیس سال تک کی مدت تک پہنچی ہے کہ وہ اپنے پسینے کے معاملات میں پورے پاکباز نہیں رہا اور اپنی صفائی صرف جائز اور پاک ذریعوں سے ممکن کریں، کسی ناجائز طریقے سے ایک پیسہ بھی نہ کمائیں۔

سورہ بقرہ میں ماورضان کے روزوں کی فرضیت اور ان کے متعلق چند خاص احکام بیان فرمانے کے بعد تھلا ارشاد فرمایا گیا ہے :-

وَلَا تَأْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكُمْ ۝ (بقرہ - ۲۳)

اور تم ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق اخذ نہ کرو اور طریقوں سے رکھ لو کہ تم اپنی مال دنا جائز ذریعہ سے تم پریشہ نہ ہو روزہ رکھو

اور قرسہ تیسرے انہی الفاظ میں سورہ نساء میں ارشاد فرمایا گیا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا بَيْنَهُمُ الْكَفُورَةُ بَيْنَهُمُ الْيَوْمَ لَا تَكُونُ

مَعَهُمْ جَوَارِحٌ حَرَّىٰ كَمَا كُنْتَ تَتَكَلَّمُ ۝ (النساء - ۵)

اے ایمان والو! تم ایک دوسرے کا مال آپس میں ناجائز طریقوں سے ہضم نہ کرو بلکہ ایمان جو کہ باہمی رضامندی سے تھا ہے وہ میان جائز تجارتی لین دین ہو۔

ان دونوں آیتوں میں ناجائز کمائی کی ممانعت کے لئے ایسا ذبیح اور عام عنوان اختیار کیا گیا ہے جس میں کمائی کے سارے ہی ناجائز طریقے آجائے ہیں اس طرح ان آیتوں سے سود و رشوت

نذرانے پڑھا ہے وصول کرے ایسے لوگوں کا عاقل طریقہ یہ ہونا ہے کہ تحصیل وصول کے بعد اسے
ہمیشہ باقی رکھنے اور پختے آنے والی فسلوں کیلئے ہی محفوظ کر دینے والوں کی پوری کوشش کرتے
ہیں کہ ان کے یہ اساتذہ جو ہم کی جگہ تعلیم سے محبت آستانہ ہونے لائیں اور اکثر کے غصے بندوں
اور دین حق کے سچے خادموں اور اجدادوں سے ہمیشہ دور دورہ اور دلگدھل رہیں۔
میں نے اسے شہر علیہ السلام میں ایسے لوگ زیادہ تر پیو دیوں میں تھے۔ یکس چار
اس زمانہ میں تہمتی سے خود مسلمانوں میں ایسے ہمیشہ دور دورہ اور پیو دیوں کا ایک چار اہمیت جو وجود
تھے جس کا ہمیں کو یاد رکھنا چاہیے۔ بہر حال یہ ایسے لوگ کو نادر دور پیو دیوں کا عیب ٹھوسا میں
ہوں یا مسلمانوں میں قرآن مجید میں ان کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔

مَا أَتَاهَا لَقِيَتْ أَصْحَابَ الْيَمِينِ أَفْخَرُوا بِأَنَّهُمْ أَتَوْا بِالْهَيْبَةِ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ
أَفْخَرُوا لِنَاسِهِمْ فِي الْأَعْيُنِ وَفَضَّلُوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (نوره ج. ۵)
لے ایسے لو! بہت سے عام مولوی ائمہ فقیر ننگران خدا کا نام ناجائز طریقہ
اور تہذیبوں سے کھلے ہیں اور احمق سے، سب کے کہے کہ ان پچھوڑوں کو کوئی حق و تعالیٰ
بہت سچا ہے اور خدا کا راستہ جتنے اے ان کو! (تسکیر کے راستے سے روکتے ہیں۔

دنوں استیصال کے بعد اس کے زمانہ میں جو کہ مذہبی پیشواؤں کا ایک طبقہ تھا جو اپنی آسمانی کتابوں (تورات وغیرہ) کے ان مضامین سے خوب اتفاق تھا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور آپ کے واسطے ہونے والے شریعت کی تصدیق ہوتی تھی ان کی ہمت وہ اپنے حوام کے سامنے اس حقیقت کو ظاہر نہیں کرنا تھا بلکہ تحریج و تاویل کے پردے سے ڈال کر اس کو چھپانا چاہتا تھا۔ تاکہ یہ سچے عوام، سچے صلح ان کے جال میں پھنسے رہیں اور زندانوں، چڑھاؤں کے سلسلے میں کوئی فرق نہ پڑے۔ قرآن مجید میں سورہ بقرہ میں ان لوگوں کو سخت وعید سنائی گئی۔۔۔ فرمایا ہے۔۔۔

وَقَالُوا نَحْنُ الْمُتَّقُونَ مَا أَتَوَلَّاهُمْ مِنْ آيَاتِهِ مِنْ أَلْفِ قُرْآنٍ مَقْشُورَةٍ ۝

نہ دیکھ کر دیکھتا تھا، اُنھوں نے اپنے ہاتھوں سے اُن کے دھڑکنے لگے ہاتھ
 اُٹھائے، لیکن وہ قہر سے بڑھ کر ہنس پڑا، اُنھوں نے کہا: (۱۴)

اُس نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے، اُس نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے، اور
 اس کو پہنچنے کے ذریعہ خود سے میرے زمرے کے (موتی) میں لے کر گیا ہے، وہ
 میرے ساتھ میرے آگ سے پہلے ہی (وہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے جاس بھروسہ
 اور اس سے پہلے ہی میں پہلے ہی ہے کہ اس نے اس کے لئے یہی چیز کیا تھی
 نامی (۱۵) اور (۱۶) اس نے اس کے لئے یہی چیز کیا تھی کہ اس نے اس کے لئے یہی چیز کیا تھی
 کہ اس نے اس کے لئے یہی چیز کیا تھی کہ اس نے اس کے لئے یہی چیز کیا تھی کہ اس نے اس کے لئے یہی چیز کیا تھی

قرآن مجید یک طرف کوئی کے ناجائز طریقوں اور حرام غذاؤں کو مخصوص قرار دیا اور دوسری
 سخت وعیدیں سنائیں اور دوسری طرف اس کی بھی وعیدیں کی کہ اگر اللہ نے جن چیزوں کو اور جن
 کاموں کو حلال و طیب قرار دیا ہے (جن کا حائز بہت وسیع ہے) ان کی منکر کو نفی سمجھ کر
 اس کے حکم کے مطابق آزاد رہے، مستحال کیا جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے۔ اپنے کو خود بخود
 حلال میں ڈال جائے۔ سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا گیا :-

[illegible]

فَقَطَّرُوا مِنْهُ لَكُمُ الْعِلْمَ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ الْفَاكِرُونَ وَرَأَيْتُمُ اللَّهَ أَنَا لَكُمُ
رَبُّكُمْ وَفَقَطَّرُوا مِنْهُ لَكُمُ الْعِلْمَ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ الْفَاكِرُونَ (نمل - ۱۵)

اگر تم نے مجھے رسول مقرر کیا ہے تو میں تم کو علم پر ان انبیاء کے لئے جو کفر میں ہیں اس کو تمہیں کھانا کھاؤ۔

وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِّنْ عِلْمٍ رَّبِّيَ عَجَبِي وَفِي عَزَائِي بِأَعْقَابِي وَفِي عَزَائِي
عَنِ عَجَبِي وَفِي عَزَائِي بِأَعْقَابِي وَفِي عَزَائِي بِأَعْقَابِي وَفِي عَزَائِي بِأَعْقَابِي

اور مروی ہے کہ میں ایک ایسا آدمی ہوں جو کونسا کی طرف دعوت
دے بلکہ کونسا کی طرف دے اور کونسا کی طرف دے بلکہ کونسا کی طرف دے۔

اس آیت کے لفظ "وَسَلَّمَ" سے گوئی کہ بہتر ہو جائے کہ اس کام کا مطالعہ کسی نبی میں قرآن کی
لئے والی پوری امت کے نہیں کیا گیا ہے بلکہ یہ کسی خاص شخص کی طرف سے دیا گیا ہے لیکن اگر کوئی شخص
قواسمین نبی کے آخری جلد سے "وَسَلَّمَ" لفظ (مختص) سے اس مسئلہ نبی کی تردید ہو جاتی
ہے کیونکہ اس سے ہم ہر قسم کے نتائج و مسائل تک پہنچ سکتے ہیں اور صرف وہی لوگ جو اس کام کو
انجام دینا اور نبی کے پیروں و حواریوں کے حصوں کو صرف خود بخود ہی کر سکتے ہیں کسی
خاص طبقہ سے نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کی دعوت پوری امت کو دی جانی ضروری ہے۔ — عاودہ
ازیں اس آیت کے ۵۔ ۱۱ آیاتوں کے بعد قرآن نے اس مطالبہ کو کہہ کر ان الفاظ میں دہرایا ہے :-

كُلُّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِحَسْبِ عِلْمٍ رَبِّنَا وَمِنْ عِلْمٍ رَبِّنَا بِأَعْقَابِي وَفِي عَزَائِي بِأَعْقَابِي

تین الفاظوں کو "وَسَلَّمَ" یا "وَسَلَّمَ" (۱۱۔ ۱۲) —
یہ پیراں کچھ ان تمام آیتوں میں بہتر ہے امت پر جو لوگوں کو اس کا مطالعہ و پڑھنا
کے لئے ضروری ہے لیکن یہ تھا کہ کام یہ ہے کہ تم کسی خاص طبقہ کو دینا ضروری ہے کہ تم

ہو اور اس پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت میں اس امر کے وجود کو جو اس شخص کی غایت ہی پر بنائی گئی ہے کہ اس کو
ایمان باشعور کے ساتھ امر بالمعروف نہی عنکر اور لوگوں کی اصلاح و ہدایت کی خدمت انجام دینا ہے۔
اس شخص اس آیت سے بھی یہ بات بالکل متاثر ہو جاتی ہے کہ امت کا کوئی خاص طبقہ اس
کام کا ذمہ دار نہیں ہے بلکہ پوری امت سے اس کا مطالعہ ہے۔ ہاں اس کام کی خاص
نوعیت ایسی ہے کہ اگرچہ حالات میں امت کے ہر فرد کو اس میں ملنا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کی

اہمیت و صلاحیت رکھنے والے افراد کا تعداد کم ہے اس کام میں گئے نہیں اور دوسری صورت
انھیں حاصل ہے تو یہ کہ وہ اپنا وقت تنہا ہے اور اس عاجز کا خیال ہے کہ کتاب اس طرف
اشارہ کرنے کے لئے نہیں آت ہے میں لفظ "وَسَلَّمَ" لایا گیا ہے۔ — واضح رہے

اور سورہ خم سورہ میں فرمایا گیا :-

وَيَسِّرْ لَّكَ يَوْمَ تَوَلَّى وَغَالِيَ الشَّيْءُ قَبِيلًا مَّا يَدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ

وَيَسِّرْ لَّكَ يَوْمَ تَوَلَّى وَغَالِيَ الشَّيْءُ قَبِيلًا مَّا يَدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ (خمر سورہ ۷۷۔ ۷۸)

اور اگر زیادہ اچھا ہو سکتا ہے اس شخص سے بات کر کے نہ بلکہ اس کی طرف اشارہ کرنا

تیک کر داری انھیں اس کا کہہ کر اس کی طرف اشارہ کر دے اور اس سے یہ ہو۔

یعنی سب سے اچھی بات اس بندہ کی ہے جو ایمان و عمل صالح کا ناقص نہ رہے کہ ساتھ اشارہ

کے دوسرے بندوں کو بھی اس کی طرف ملتا ہوا ایمان کی، اصلاح کی کو شش کرنا اور

اس راہ میں ایمان کھانا ہو۔

اور سورہ العصر میں فرمایا گیا :-

وَالْفَصْلُ الْاَوَّلُ الْاِسْكَانُ تَبٰی خُسْرِي الْاَوَّلِي الْاَمْسُو عَيْلُو الْاَسْبِي

وَالْفَصْلُ الْاَوَّلُ الْاِسْكَانُ تَبٰی خُسْرِي الْاَوَّلِي الْاَمْسُو عَيْلُو الْاَسْبِي (عصر)

زمانہ کی گردش کی تم سارے انسان خسارہ میں رہا خسارہ سے بچنے والے اور طبع پانے

وہ صرف وہ زمانہ کا نہیں جو انسانی فائز میں ایک سال کی مدت اور وہی چنے کا کارڈ

نعم کوئی کوئی نہیں ہے بلکہ یہ کہ ایک دوسرے کو حسب فوجی کس کرے۔

اس صورت میں خسارہ سے بچنے اور فلاح پانے کیلئے ایمان اور عمل صالح کے ساتھ تو بھی "بچنے"

اور تو بھی بے صبر کی بھی مشورہ لگائی گئی ہے اس تو بھی باطن کا مطلب ظاہر ہے کہ

ہمیں ہے کہ اس میں ایمان اس مصلحت میں معاملہ میں زحمت و مصاغرات انفرادی ہوں

یا اجتماعی شخصی ہوں یا قومی یا بین الاقوامی "انہوں کے ساتھ ہوں یا غیر میں کہ تھا فرض زندگی

کے

اور اس کے رُوس سے اور اس کی راہ میں محنت و جان بازی سے متغیر ہو،

یہاں تک کہ اشتر اپنا فیصلہ کر دے (اور تم کو اس کی سزا مل جائے) اور اسے تھوڑے

کا دستور یہ ہے کہ وہ مافرانوں کو ہدایت کی نعمت عطا نہیں فرماتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومن کی اصل شان یہ ہے کہ راہ خدا میں حاسن بازی اور دین کے

لئے جدوجہد اس کو دنیا کی ساری چیزوں سے زیادہ محبوب و مرغوب ہو۔

گویا صرف یہ عمل ہی نہیں بلکہ اس عمل سے عشق ہونا چاہئے اور بیشک عشق ہی کی

طاقت سے اس راستہ کی مشکلات کو عبور کیا جاسکتا ہے۔

دور منزل ایلی کہ خطر راست ہے

شرط اول قدم آنست که محنوں یا رشی



قرآنی خطبات و مواعظ

ہوں تو سارا قرآن ہی نصیحت و موعظت ہے اور مختلف عنوانوں کے تحت جو کئی سو

آیتیں ہم نے بیان کمال میں کتاب میں درج کیا ہیں وہ سب ہی کسی نہ کسی نصیحت و وعظ کی

حال میں کہیں قرآن پاک میں بہت سے مقامات ایسے بھی ہیں جن کی حیثیت متقل خطبات موانعہ

کی ہے اور گذشتہ عنوانوں میں سے کسی کے تحت ہم نے ان کو درج بھی نہیں کیا ہے۔

اب اس عنوان کے تحت ہم ان ہی کو درج کرنا چاہتے ہیں۔

اگرچہ قرآن مجید میں ایسے مقامات پر پاسداری کیلئے سیکڑوں ہی ہیں لیکن ہمارے ہر حرف

در مقامات کی چند چند آیتیں قرآن مجید کی ترتیب ہما کے مطابق سے وضع کرنے پر کشف

کریں گے یہی ہماری اس کتاب کا آخری عنوان اور گویا "خاتمہ الکتاب" ہے۔

وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

آزمائشوں کے دور میں صبر اور نماز سے مدد حاصل کی جائے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا سَمِعْنَا مِنَ الرِّبَا وَالْمَنَافِعِ وَأَنَّا إِنَّا لَمَعَ الْفُتُورِ

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُعَذِّبُكُم بِإِذْنِ اللَّهِ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۚ

لَا تَعْرِفُونَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ إِنَّمَا تَعْرِفُونَهُمْ بِشُرُوفِهِمْ وَإِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْهُمْ لَمَنْ يَنْصُرُنَا اللَّهُ بِمِيقَاتِهِ يُفْجِرُ فِي الْحَبَشَةِ أَوْدَانًا تُرْسًا فَكَفَى لِلْعَرَبِ عَذَابًا

الْمَوَالِي وَالْأَنْفُسِ وَالْمَمَالِكِ وَتَقْبِلُ الشُّعْبَيْنِ ۝ الْيَوْمَ إِذَا

قَالِي نَصْرُو أَبْنَاءَ إِسْرَافِيلَ وَيُؤَيِّدُوا مَوَالِيَهُمْ وَأَقْعَمُوا أَيْدِي
رُفَعَاءِ رُفَعَاءِ سِدْرَةَ وَبَدْعُوا سَكُونَةَ السَّيْنَةِ وَأُولَئِكَ هُمُ
الَّذِينَ خَسَفُوا بِسُوءِ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ أَلَمْ نَجْعَلْهُمْ
قُدْرَةً أَمِثْلَهُمْ فِي الْوَالِدِ عَلَيْهِمْ رَحْمَةً مِنْ رَبِّهِمْ سُبْحَانَ
مَنْ عَمَّا يُشْرِكُونَ قُلْ إِنِّي أَعِزُّ لِمَنِ أَهْلَ الْبَيْتِ الَّذِينَ آمَنُوا بِمَا
أُنْزِلَ فِيهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ قُلْ إِنِّي
أَعِزُّ لِمَنِ أَهْلَ الْبَيْتِ الَّذِينَ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ فِيهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ
وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ قُلْ إِنِّي أَعِزُّ لِمَنِ أَهْلَ الْبَيْتِ الَّذِينَ
آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ فِيهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ
(لَمَع ٣٥)

جس بزرگ نے اپنے پروردگار کے نام مانے اور وہ سب دینی و دنیاوی کاموں میں لڑنے کو قبول کیا
اس کیسے بڑی خوش کامیابی اور جوقوں میں نہیں کیا رہا کیلئے اور اس کا نام ہے
کا سال و باس پروردگار اگر انگریزوں کے پاس وہ سب کچھ جو ہماری دنیا
میں ہے اور اس کے ساتھ انسانی اور بھی ہو تو وہ اپنی خلاصی کے لئے بطور شہید
کے اس سب کو دے ڈالے گا اُن کے واسطے براستحباب ہے اور
دروغ کا راجہ و دہائی ہٹا کر ہے اور وہ بڑی ناز و گداز ہے بلکہ غیر
حسن و خوش نصیب بزرگ کی حقیقت کا علم نہیں ہے کہ وہ کچھ نہ بھارے
پادشاہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے کیا وہ اس روایت شخصی کا طرح
اور ان کا نام ہے اس سب اور کتا ہے جس اس حقیقت سے انھارے (وہاں ہے کہ ان
دو نیک انجام کیسے ہو سکتا ہے صحت میں اس فعل و بیان کئے وہی بقول
کرتی ہو جسے اللہ کے حکم کو اور اگر تیرا وہ سب نہیں کہ نہ اور جوئی طاقت
اور تعلقات کو جو تیرے میں ہے کہ تو نے کا شرف سے کہہ دیا ہے اور اسے الگ سے ڈرتے
ہیں اور صاحب انجام کی مراد کا اندازہ کرتے ہیں اور جو چند سے اپنے کی رضا کوئی
میں ہے اسوں کو تیار کرتے ہیں اور ان کا نام ہے اور کہیں اور نہ ہو کہ ان

[illegible]

سرکش مجرموں کو سخت انتباہ اور قیامتیں ان کا انجام

سورۃ ابراہیم کا یہ پورا آخری رکوع پڑھنے کی اس لڑکھیر امتیاز ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَعَنَّا
۔۔۔ ارشاد ہے :-

وَلَا تَحْسَبُ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ السِّرَّ الَّذِي فِي قُلُوبِكُمْ ۚ أَلَيْسَ لَـهُ عِلْمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مَدِينٍ ۚ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَتِيَنَّاكَ بِكُلِّ بَحْرٍ مَتَمَلِّئٍ بِكَلْبٍ أَجْأَمٍ ۚ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ إِذْ أَنْشَأَ مِنْكُمْ نَبِيًّا ۚ وَتَوَلَّى ۚ وَوَدَّ أَنَّكُمْ لَا تُبْصِرُونَ ۚ وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَتِيَنَّاكَ بِكُلِّ بَحْرٍ مَتَمَلِّئٍ بِكَلْبٍ أَجْأَمٍ ۚ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ إِذْ أَنْشَأَ مِنْكُمْ نَبِيًّا ۚ وَتَوَلَّى ۚ وَوَدَّ أَنَّكُمْ لَا تُبْصِرُونَ ۚ وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَتِيَنَّاكَ بِكُلِّ بَحْرٍ مَتَمَلِّئٍ بِكَلْبٍ أَجْأَمٍ ۚ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ إِذْ أَنْشَأَ مِنْكُمْ نَبِيًّا ۚ وَتَوَلَّى ۚ وَوَدَّ أَنَّكُمْ لَا تُبْصِرُونَ ۚ

در اہل بیگہ ملا و بھی اپنے سب فریب داروں کا حق واکارہ اور نرا سب کے
 دائرہ سے باہر بھی تمام حاجت مندوں اور بدعہ کے حق مسافروں کو بھی دیتے
 تھے اور اکثر کے پیشے اس کے بیجا شہداء اور بیچارے کے گھر گھرانوں کے بھائی
 بندہ بیچارے اور شیطان پنے پروردگار کا بڑا شکر اے رہنما دینے (نہی) اور اگر کبھی
 ایسی صورت ہو کر نکھار دیا تو خداوندی خدمت کے بخیر و برکت و اس کو جس سے
 تھیں اس سے روگردانی کرتی پڑے اور اکثر کے گمراہوں کی رحمت کی انھیں ایسا لڑ
 جتنی خود (مصلحت کے طور پر) ان سے نرم اور غلامانہ بات کہہ کر اس بات
 اس وقت بھی نہ کہو جس سے ان کا دل دکھے اور نہ تو اس کو کہہ کر اپنا ہاتھ
 (یا نکل) اپنی گردن سے باندھ کر کسی کو کھینچے یا تھکے تھکے سے نہ کہو جو خلیا
 کوخسوں کا طریقہ ہے) اور نہ اس کا رکھ کر فضول اٹانے والے باعث اجتناب لینے
 کی ضرورت (اپنا ہاتھ بالکل کھول دیا اور دوسرے اس کا پیچھے ہو کر اپنے پیچھے ہاتھ باندھ کر
 در اندہ ہو کر کھڑے ہو کر طرف سے خدمت کی تھکے (پھر حال) فرائض وغیرہ سے بچے اور
 اعتدال و سب اور دنیا کو اپنا اصول و دستور بنا دیا تھہ راہ و گزیر جس کے لئے چاہتا
 ہے روزی میں وسعت دینا ہے اور کھینچے یا چاہتا ہے کسی کو تھکے اور وہ غیب میں
 کی پوری خبر کئے والے اور سب کو پوری اطلاع دینے والے رہنے کی گنجائش تھا کہ
 یا کسی دوسری حق کے ہاتھ میں نہیں ہیں بلکہ اس کے ہاتھ میں ہیں وہی سب کی ذری
 کا قبیل ہے اور تم میرا پوتے والے اپنے بچوں کو انھیں دنا داری کے خطر سے
 ہانک کر دے اور تم کو بھی روزی دیں گے اور تم کو بھی راگرتھتے ہو کہ روزی
 کا مسئلہ تھا ہے ہاتھ میں ہے اور نکھار دیا یہاں سبایت چاہتا اور اس کا نفاذ ہے
 پھر حال انھیں اس کے خطو سے اپنے بچوں کو نہ کہہ کر اس ہمت کی بڑا گناہ
 ہے۔ اور یہ کیوں نہ کہے قریب بھی نہ ہو اور بڑی بے حیائی کی اور گندہی بات

ہے اور یہی راہ ہے درست نقل کر کو کسی ایسی جاں کو جس کا (درا) تم
 نے جو کم ہے گھر کی جان بڑا (نکھار دیا) میں یا کسی اور ایسے گھر کی (درا) تم
 میں جس کا منزلہ تھکے کے طرف سے نقل بھی (نکھار دیا) اور جو کوئی ایسا (نکھار دیا)
 تو ہم نے اس کے دانت کو (نکھار دیا) نہ نقل کیا جائے گا) اس کو نہ تھکے اس کو نقل
 کیے جائے میں حدیث سے چاہا اور نہیں کرنا چاہیے، جسک وہ ہندو یا اور مذہب کا حق
 ہے (لیکن اس کی سبکی اجازت ہرگز نہیں ہے کہ وہ جو حق انتقام میں نکھار دیا
 مقررہ سے لگے (نکھار دیا)۔ اور جو کوئی مال کے پاس بھی نہ چاہا اور ان کے
 مال کو تھکے بھی نہ سکا (یا کہہ کر ان کے خاندان کے کھینچنے کے لئے میں کوئی حق نہ کرنا
 ضروری ہو جائے تو) مجھے طریقہ سے کر سکتے ہو اور وہ بھی صورت) اس وقت کہ کہ
 تم اپنے میں نہ کہو کھینچ جائے۔ اور پنے ہندو پوتے کو دوسرے ہندو یا پڑا
 پوئی اور جس کی کوئی کم کوئی چیز نہ پڑے کہ وہ تو پڑا پڑا اور اس کوئی عزیز
 تو لگ کر کسی کو پڑا پڑا (نکھار دیا) تو اس سے تو (دین میں) دھوکے دھری کی
 کوئی بات نہ ہو) یہی حکم ہے بہتر ہے اور اس کا انجام زیادہ اچھا ہے۔
 و جس بات کا نکھار بھی علم نہ ہو اس پر نہ چلو نہ رو بہت اور بے تحقیق ہونے کی
 پروا نہ کر اور کوئی کار نہ رہنا اور اس سے علم و تحقیق کے جو دینے سب باتوں کو دینے
 ہیں ایسی باتوں اور انھیں اور اس سے تیار قیامت کے دن) اس سب کی بات چھپا
 جائے گا کہ تم نے یہی حکم کیا کی راہ میں اس سے انتقام لیا) اور میں پروردگار میں (نکھار دیا)
 اتنا اور کوئی نہ چلو راہی حقیقت کو نہ چھپو نہ تو تم اپنے ہندو پوتے سے) اس کو
 چھپا دینے ہو اور نہ لائی میں بہاؤں کو پسینے کے پڑے سے کام لھائے
 ایک کو نہ لھائے۔ اپنے غصہ سے باقی اس دھوکے میں ہر کوئی لھائے رہ
 نے نکھار دیا صرف دیکھ ہے۔ در نہ اس کو تو اس کو بھڑک کر کیا کہی جاتی

کہ کر، اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ہو اور شرک وہ ماننا ہے جسے اللہ کے
 نام اور ہونے (قرآن مجید میں) جو تکبیر کے ساتھ لیا جائے اور کبریا پر (ہر طرف سے)
 لغت و ولایت اور عطا کر دینا۔

سبحان، شہر قرآن مجید کی خطبہ احکام و ولایات کو جس تعداد میں ہے اور ہر طرف سے
 کشادہ اور کسی کے ساتھ کسی قدر شوشہ ہے۔ بلاشبہ اگر کوئی بے نصیب ہو تو کسی کبریا
 پر عطا کر دیا جائے گا کہ بے شک یہ الٰہی ملک اور احکام کا عین ہی کا ہدایت نامہ ہے۔

آیت سہ کے خاص فرائض اور اس کا نصب العین

سورۃ الحج کے آخر میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّخِذُوا اللَّهَ وَاعْتَدُوا لِلْيَوْمِ لَا تَجْعَلُوا
 الْخَبْرَ خَبَرًا تُتَفَضَّلُونَ ۝ فَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
 وَمَا تَخَلَّفُوا فِي الدِّينِ مِنْ حَرْجٍ أَوْ مَالٍ أَوْ بَنِينَ وَإِنْ أَنْتُمْ
 الْمُتَخَلِّفُونَ ۝ مِنْ قَبْلِ قَوْلِ هَٰذَا أَلَيْسَتْ الْأَرْسُلُ خَبَرًا
 وَمَنْ تَتَذَكَّرْ أَفْ سَاءَ عَلَى النَّاسِ مَا حَبَسُوا عَنْ صَلَوةٍ مِنْ دُونِهَا
 يَأْتُونَ هَٰؤُلَاءِ هَٰؤُلَاءِ وَفِيهِ لَعْنَةُ اللَّهِ ۝ (الحج ۱۰۷)

اے وہ لوگو! جنھوں نے دین کو قبول کر لیا اب تمہارے لئے فرض اور تمہارے
 لئے کے خاص کام یہ ہیں کہ اپنے ہر وقت کو کیلئے لکھو اور جو ذکر اور (ہر طرف سے)
 اپنے رب کی عبادت و بندگی کو اور اس کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کو انکار تم
 ظاہر یہ ہے اور باہر اور چاہو!۔ اور اللہ کی راہ میں خوب کوشش کرو اور جان و مال
 عطا کر اس کی راہ میں کوشش و جہاد کی کا تمہارے لئے یہ جی خاص سرگ
 اور پیارا راہ کی جہاد ہے (کیلئے) تمہارا انتخاب کیا ہے اور یہی تمہارے لئے اس

کوئی تنگی نہیں رکھی ہے (بلکہ جی دوست و دشمن دیکھو وہاں وہیں ہے جو جہاد پر لڑے
 کے ذریعہ تم کو عطا کیا گیا ہے) دیکھو حق تعالیٰ باپ اور بیٹے کا اس نے تمہارا نام
 رکھا "سلیمن" پہلے کا اور اس (آخری کتاب قرآن) میں بھی انکار رسول ہونے
 والا ہے تم کو اور تمہارے لئے (دین کے) اور سب لوگوں کے اسماء پہلی بات
 (ان دنوں داروں سے جہاد ہوا ہے) تم نماز قائم کرو اور نیکو اور اگر اللہ
 اشرار کے لئے کسی کو مضبوطی سے تمام روز اس کی راضی اور نیکو رہا ہے
 کہ جس جہاد کے یہ لوگ ہیں (کوئی) وہ تمہارا والی اور راز ہے اور کیا اچھا کرنا ہے۔

سبحان الشریعہ یعنی چھوٹی اُن دین و دین میں سے سہ کے نصب العین اس کے
 مقصد وجود اس کے نصب اور اس کے فرائض کو کسی جامعیت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے
 صریح یا کثیر بھی امت کی اصولی رہنمائی کے لئے بالکل کافی ہیں۔

اشرار خلاف نام مسلمانوں کو تو فیض ہے کہ قرآن مجید کے اس طرح کے ارشادات کی روشنی
 میں اپنے مقصد نصب العین اور اپنے منصب فرائض کو سمجھیں اور اپنی زندگی کو ان ہدایت
 کے مطابق بنائے اشرار کے لئے کی رضا و رحمت کے تحت ہوں یہی ہے انسان کی حقیقی مزاج۔

اپنے گناہگار بندوں کو اللہ کا بلاوا اور نہ ماننے والوں کا انجام

سورۃ زمر میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

قُلْ لَيْدَ الْيَتِيمِ أَشْرَقُوا أَكُلُوا مِمَّا كَسَبَتْ يَدَاؤُهُمْ لَا يُسْأَلُ عَنْهُمْ شَيْءٌ ۝
 إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يُدْرِكُ الْغُيُوبَ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَإِنْ يَدْعُوا
 إِلَىٰ مَنَاسِكِ الْأَيْدِي وَالْأَنفُسِ فَكُلْ مِنْ ثَمَرِهِمْ إِذَا أَثْمَرَ ۝ وَلَا يُسْأَلُ عَنْهُمْ
 شَيْءٌ ۝ وَتِلْكَ الْأَمْثَلُ لِقَوْمٍ لَا يَعْلَمُونَ ۝ قُلْ لَيْدَ الْيَتِيمِ أَشْرَقُوا أَكُلُوا مِمَّا كَسَبَتْ
 يَدَاؤُهُمْ لَا يُسْأَلُ عَنْهُمْ شَيْءٌ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يُدْرِكُ الْغُيُوبَ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝

اور آپ کے تعین کو ہدایت اور نصیحت کی حاجت ہے کہ دشمنوں کی دشمنی اور شرارت کا
آپ جواب دیکھ لینے لہجے بڑے پس اس امر کا جو یہ ہو گا کہ تمہارے دشمنوں کے
دوستان دشمن ہو گئے تمہارے اچھے بڑے دوست سے شائبہ ہو کر وہ اپنا پیٹنے لگا تھا
دل دوست سے اور بیانات ان ہی بندوں کو نصیب ہو سکتے ہیں جیسا میری صفت ہے
اور اس کی توفیق یہاں ہی کہوں کہ سکتے ہیں جو تیرے نصیب دلیس ہیں اور اگر بے وقت میں
شیطان کی طرقت سے تجھ سے کوئی دوسرا نہ گئے شکار دل ملا تھا اور اس کا ہندہ
پیدا ہونے لگے تو اس کی بناہ انگور وہ خوب مستعد تھا اور سب کچھ جانے والا ہے اس کا
طرت سے تمہاری مدد دینے کی ہوس اور شیطان کے وار سے تم محفوظ رہو گے۔

اپنے کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اور اپنی توبہ کے آخرت کی غزویٰ اور جنت حاصل کرو
سورہ فتح میں ارشاد فرمایا ہے۔۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُوهَا لِلنَّاسِ وَالنَّارِ
عَلَيْكُمْ كَلَامًا فَإِنَّ نَارَ اللَّهِ تَوَلَّى سَائِرَ الْأَشْيَاءِ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا تَتَّقُونَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كَفِّرُوا عَنْ الْفَحْشَاءِ وَالْبَغْيِ وَلَا تَجِدُوا مَالَكُمْ تُمْسِكُونَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّهُ يَفْضَحُ عَنْ سِرِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ
عَلَيْكُمْ سِرَّكُمْ سِرَّكُمْ سِرَّكُمْ سِرَّكُمْ سِرَّكُمْ سِرَّكُمْ سِرَّكُمْ سِرَّكُمْ
اللَّهُ الشَّيْءُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قُوا أَنْفُسَكُمْ لِلنَّاسِ وَالنَّارِ
يَعْلَمُونَ رَبَّنَا أَنْتَ الْأَعْلَى وَالْأَعْلَى وَالْأَعْلَى وَالْأَعْلَى
لے ایمان والو! خود اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا یہ نص
آؤں اور تمہیں اس پر عمل کرنا کہ طرقت سے وہ فرستے ہیں جو تیرے دوست ہزار
اور اٹھ سو ہیں جو حکم ان کے تھا کہ ان کو دیتا ہے وہ اس کا نکلنا فرمائی نہیں کرتے۔

اور وہی کہتے ہیں جو ان کو حکم دیتا ہے۔۔۔ (قیامت کے اس دن میں کافروں
منکروں سے کہا جائے گا کہ اے کافر! دیکھو! آج تم کوئی فائدہ معذرت پیش نہ کرو
کیسے تم کو تمہارے اعمال میں کیا بدلہ دیا جائے گا (یہاں تک کہ اس کی تمام غذا بھی اپو
اس کو کھا جائے گا) دینا ہی نہیں کہ تم نے باز آجائے اور ایمان والی زندگی اختیار کر لیے
۔۔۔ لے اہل ایمان! ان کے لئے کہ تم کو دیکھو کہ پوری فضا تو یہاں اسی پر کھو کر
کبھی یہ غلو سے توبہ کے میں تمہارا پروردگار (تو یہ خاص مطلق و کم فروغ کا) تمہارے
گناہ شایع (یعنی سناٹا فرماتے گا) ادا تم کو ان مشغول میں داخل کرے گا جن کے
نیچے نہیں جا رہی ہیں (اور یہ اس دن ہوگا جس دن کافر تھلے اپنے اپنے صلیب انش
علیہ وسلم کو ادا دے گا ساتھ لے لے اہل ایمان کو راہی پوری سرخروئی ملے گا
اور بالکل رصا کرے گا وہاں ان کی شان کی ہوگا کہ ان کا نوران کے آگے اور
ان کے دہنے دوسرا ہوگا، وہ ان کی تباہی پر یہ (اہل ایمان) دعا ہوگا۔۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ عَالِمُ الْغُيُوبِ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ
الْعِقَابِ

اس آخری حوزان قرآنی خطبات و مواظع کے تحت میرے دس مقامات کی جو آیات
دور کی ہیں ان کی کیفیت میں جسے نورانہ نظر ملے گا ہے وہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک میں
پچاسوں مقامات ایسے ہیں جن میں انسان کو اس لئے جن کے دل تیرے کہ نہیں ہیں اس وقت
و نصیحت کا پورا پورا سامان ہے خاص کر قرآن مجید کا آخری جو تھا فی حصہ (یعنی سورہ سا
سے لے کر تھلک) تو مواظع و خطبات ہی سے پھر لوں اور اس میں دل بھی نہیں ہے کہ اگر
آؤں کہ فطرت علیہم بعد اس کو عربی زبان کا کچھ بھی ذوق ہو تو قرآن پاک کے خاص کلام آخری
تذکرہ کی حصے کے ہر ورق اور ہر صفحے کی تلاوت کے وقت اس کو اس تاثیر اور اس کیفیت کا
تجربہ ہوگا جس کو قرآن مجید نے خود ہی ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔۔

تَقْصُرُ وَجْهُكَ لِلدِّينِ أَلَيْسَ الْبِرُّ بِالدِّينِ أَذْهَبَ أَفْهَمَ
وَقُلْتُ بَعْثُوا إِلَىٰ دِكْرٍ آتِيهِ

جن بندہ میں کچھ خوف خدا ہے اس قرآن مجید کے پڑھنے یا سننے سے ان کے
جسموں کے رنگے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے جسم اور ان کے قلوب میں بھی سدا
ظاہر و باطن (نرم و کرار) کی نصیحت اور اس کے پیغام کا تابع ہو جاتا ہے۔
جی چاہتا تھا کہ اس آخری عنوان کے تحت قرآن مجید کا کافی حصہ نقل کیا جائے لیکن
اب کتاب کی ضخامت بہت کافی ٹرچھ چکی ہے اور قارئین یہ کہہ کر ایسے لیے دُشمنِ منافق اور نقل
کرنے کے بعد بھی یہ خواہش باقی ہی رہے گی۔۔۔۔۔ اس لئے بس اس پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

آخری گزارش یہ ہے کہ ناظرین کرام اس اپوری کتاب کو قرآن مجید کی دعوت و تعلیم اور
مغلطت و نصیحت کا بس ایک نمونہ اور مختصر تعارف ہی سمجھیں اس میں خدا کو گواہ بنانے کی قسم
عوض کرتا ہوں (دیکھنا یہ شہیداً) کہ میرا صرف عقیدہ خداوند نہیں بلکہ بالکل حقیقت
پسندانا احساس و اعتراف یہ ہے کہ دعاؤں و سفارشات کی اس کتاب میں قرآن مجید کی دعوت
و تعلیم کے بارے میں جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کو اصل قرآن پاک سے قطعہ اور دیکھا گیا ہی نہیں
نہیں ہے۔۔۔۔۔ پس چاہئے کہ اس قسم کو مستشرقین کے ذریعہ قرآن پاک کی دعوت و تعلیم
سے مناسبت پیدا کر کے آدمی اصل قرآن ہی سے وابستگی پیدا کرے بلاشبہ قرآن پاک سے
وابستگی اکثر قتلے سے وابستگی ہے، اکثر قتلے اس کے لئے ہم سب کے سینے کھول دے!
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَزْلاً وَآخِرًا

طوبیٰ ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفر نامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com